UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226231
UNIVERSAL
LIBRARY

انا فتحنا لک فتحا مبینا

کتاب المغازی

(مصنفہ)

قاضی ظہور الحسن ناظم متوطن سیوہارہ ضلع بجنور

مصنف تحفۃ السلطان و مناظر السالک و المفید و سلاسل الاصفیا
و اردو کہانیاں و قربت المصطفےٰ و محمود اور فردوسی و باطل شکن
تصحیح التاریخ و غازیان ہند وغیرہ مترجم عقیدۃ الطحاوی

۵۱، ۲۹۷
ظ ح ک

[illegible]

اطلاع اس کتاب کے چھاپنے چھپوانیکا ہر مسلمان کو اختیار ہے ۸ قیمت پر پتہ ذیل سے مصنف سے بھی مل سکتی ہے
حیدرآباد دکن محلہ عابد شاپ مکان مولوی فیض الدین صاحب وکیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

CHECKED. 1953

Checked 1965

عرض فقیر بر آستانۂ پاک رسول کبیر

حضور حبیب حق رسول الثقلین

ایک غلام خستہ جان آپکے دربار پر انوار میں
ہدیۂ اخلاص و نیاز پیش کرنیکی عزت حاصل کرتا ہے

گو قابلِ سرکار نہیں تحفہ ہمارا ؛
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

من از امتاں کمتریں خاکِ تو ؛ بدیں لاغری صید فتراکِ تو

ناظم سیوہاروی

۷۸۶

اہل الرائے

تقریظ

حضرت علامہ مولانا عبداللہ العمادی سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دینیات
و رکن دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

Checked 1975

کتاب المغازی

المغازی مناقب الغزاۃ ۔ غازیوں کے مناقب و مکارم کا بیان مغازی ہے وہ مناقب جو تفوقِ حق و صداقت کا موجب ہوئے اور وہ مکارم جن سے ظلمت گیتی میں اللہ کا نور پھیلا ۔ اس خصوص میں ہندوستان کے سب سے پہلے بزرگ ابن جریج ۔ نے دوسری اور تیسری صدی ہجری کے درمیان دادِ تحقیق دی تھی اور اب ہندوستان ہی کے بقیۃ السلف قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم نے اس کتاب کے ذریعہ عصر حاضر کے ڈانڈے عہدِ غابر سے ملائے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور ہر قسم کے سرایا و سوارب اپنے اندر بہترین سرمایۂ عبرت رکھتے ہیں جن سے ایک دنیا سبق لے سکتی ہے ۔ قاضی صاحب کی یہ سعی مشکور ہزار آفرین کی مستحق ہے کہ اس اندھیرے کے زمانہ میں روشنی کا جو خزانہ وہ ہمارے سامنے لاتے ہیں وہ برق و کہربا و رادیوم کا نہیں بلکہ مشکوٰۃِ نبوت کے انوارِ عالم افروز کا ہے (مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری) اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے اور نسلِ جدیدہ کو اس نور سے مستنیر ہونے کی حسنِ توفیق بخشے ۔ آمین ۔

عالیجناب شیخ الحدیث مولانا الحاج مناظر احسن صاحب گیلانی سلمہ اللہ تعالیٰ
پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

۶۳ سال زندگی کا کوئی طویل زمانہ نہیں۔ لیکن موہبت الٰہی کو کیا کیجئے کہ خاصان حق کو اس مختصر عہد میں اتنا کچھ دیا جاتا ہے کہ بسا اوقات اسکا احاطہ ناممکن ہو جاتا ہے خصوصًا خاصۂ خاصان رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر محدودیت کا وہی اندازہ کر سکتا ہے جسنے اس محیط میں شناوری کا ارادہ کیا ہو میں خوش ہوں کہ قاضی ظہور الحسن صاحب نے بجائے کسی مستقل سیرت لکھنے کے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک اہم اور خاص شعبہ کے متعلق داد تحقیق دی ہے۔ خداوند ذوالجلال انکی اس خدمت جلیلہ کو قبول فرماکر دارین میں اجر جزیل عطا فرمائے۔ بہتر ہوتا کہ اس کتاب لاجواب کے ساتھ ساتھ عرب کا ایک مفصل جغرافیہ شریک کر دیا جاتا نقشہ میں یہہ بتایا جاتا کہ عہد نبوت میں اس مقام کا یہ نام تھا۔ اور اب اسکو یہ کہتے ہیں جرمنی کے فاضلوں کے نقشوں سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے۔ فقط

حضرت معلم العلماء عالیجناب مولانا الحاج شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی سلمہ اللہ تعالیٰ

میرے مخدوم جناب مولوی قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سہواروی نے جو کئی مفید کتابوں کے مصنف ہیں اپنی نئی تصنیف کتاب المغازی کا مقدمہ بندہ کو دکھلایا جس کے مطالعہ کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح نے اس دینی اور تاریخی خدمت کے ذریعہ سے ایک خاص احسان اپنے ہندی مسلمان بھائیوں پر فرمایا اور اس فن میں جو بعض کوتاہیاں چلی آتی تھیں اُن کو دور کیا۔ جہاں تک کہ میں نے مطالعہ کیا ہے کوئی خلاف تحقیق چیز اس میں درج نہیں کی۔ اور معروف روایات کو بڑی تحقیق و تفتیش سے چن کر اصول اسلام کی پابندی کے ساتھ کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء و نفع المسلمین بکتابہ ھذا وسائر مصنفاتہ اتم النفع و احسنہ۔

عالیجناب مولانا الحافظ الحاج محمد ادریس صاحب کاندھلوی سلمہ اللہ تعالیٰ مصنف علم الکلام وشارح مقامات حریری و مشکوٰۃ شریف سابق مدرس دارالعلوم دیوبند

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم خاکسار نے کتاب المغازی مولفہ جناب قاضی ظہور الحسن صاحب مدظلہم کو دیکھا حق تعالےٰ شانہٗ قاضی صاحب موصوف کو دارین میں جزائے خیر دے کہ انہوں نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادات وغزوات وسرایا کو باختصار مرتب فرمایا اور اس تالیف میں اُن روایات کے لینے کا التزام فرمایا کہ جو محدثین کے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہنچی ہیں نہ تو عام تاریخ نویسوں کی طرح بلا امتیاز صحیح وسقیم ہر رطب ویابس اور ماصح وما انکر کو جمع کردیا ہے اور نہ اُن لوگوں کا راستہ اختیار کیا ہے کہ جو محض اہوا وظنون اور اپنی مزعوم درایت کی بنا پر صحیح روایتوں کا انکار کردیتے ہیں اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذالک آمین۔

اللہ جل شانہٗ اس تالیف کو قبول فرمائے اور عامۂ مسلمین کو اس سے نفع پہنچائے اور مؤلف کے لئے ذخیرۂ عقبےٰ بنائے آمین۔

عالیجناب میر بازل مولانا الحاج خواجہ فیض الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وکیل سرکار ابد قرار دولت آصفیہ

جناب محترم قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیوہاروی کی علمی اور مذہبی خدمات سے اسلامی دنیا اچھی طرح واقف ہے ابھی کچھ دنوں قبل کتاب محمود اور فردوسی لکھ کر ایک پرانی اور بڑی غلط فہمی کا ازالہ کرچکے ہیں۔ یہ رسالہ کتاب المغازی جناب موصوف کی ایک جدید تالیف ہے جس سے ایک بڑی کمی پوری ہوئی ہے غزوات وسرایا میں بڑے بڑے ذی استعداد پریشان رہتے رہتے ہیں حضور نبی کریم

صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے غزوات و سرایا کا ایسا صحیح ذخیرہ اس خوبی کے ساتھ جمع کر دینا جناب ناظم ہی کا کام تھا۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے اور یہ مولف کے لئے ذریعہ نجات ہو۔ آمین۔

عالیجناب شیخ التفسیر مولانا سید فضل اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پروفیسر جامعہ عثمانیہ مصنف سوانح عمری حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

فاضل محترم قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیوہاروی کی کتاب المغازی جسکی معرفی کی عزت میں حاصل کر رہا ہوں۔ اس میں یہ پانچ باتیں یکجا ہیں۔ (۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات ومہمات کو یکجا کر دیا ہے۔ یہ سب سے پہلی خدمت ہے۔ غالباً کسی زبان میں کسی بزرگ نے اسطرح اسکا استیعاب نہیں کیا۔ علامہ جریر طبری کی تاریخ میں بھی دو چار مہمات کا ذکر نہیں ہے۔ (۲) ہر مہم کے جتنے نام ہیں وہ بتلا دئے ہیں اس سے بڑا نفع یہ ہے کہ غزوات میں جو اشتباہ ہوتا تھا وہ جاتا رہا۔ بعض مؤرخین کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ دو نام کیوجہ سے ایک غزوہ کو دو شمار کر لیا ہے۔ (۳) جس مہم کا ذکر قرآن مجید میں ہے خواہ صراحتاً یا اشارۃً اس کا پتہ دیا گیا ہے۔ (۴) علامہ مصنف نے مہمات کے جو اقسام مقرر کئے ہیں وہ ایک جدید و مفید تقسیم ہے جس سے متعصبین کے بہت سے اعتراض خود ہی رفع ہو جاتے ہیں۔ (۵) روایات حدیث کو تاریخ و سیر کی روایتوں پر مقدم رکھا گیا ہے سچ یہ ہے کہ انہیں جو کچھ عرق ریزی قاضی صاحب موصوف نے کی ہے اوسکا تمام امت اسلامیہ کو ممنون ہونا چاہئے۔ اس کتاب کا یہ طرز بالکل اچھوتا ہے۔ خداوند کریم مصنف علام کو دارین میں اجر جزیل عطا فرمائے فقط

قطعات تاریخ آخر میں درج ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

باوجود ہجوم ہموم و آلام و کثرت افکار و اسقام کے اسوقت میرا دل افتخار آمیز مسرت سے لبریز ہے کہ میں نے رسول کریم کے عہد مبارک کے تمام مہمات کو مدون کر کے سیرت طیبہ کی ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔

مجھ کو باوجود تجسس و تلاش کے عربی زبان میں بھی کوئی کتاب ایسی نظر نہ آئی جسمیں حضور علیہ السلام کے عہد ہدایت مہد کی تمام چھوٹی بڑی مہمات کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہو۔ سب سے زیادہ مشہور واقدی طبری طبقات ابن سعد ہیں۔ لیکن ایسی مہمات بھی ہیں جو ان تینوں میں نہیں۔ بعض مہمات واقدی میں ہیں طبری میں نہیں۔ بعض طبری میں ہیں واقدی میں نہیں۔ فارسی اردو تاریخ و سیرت لکھنے والوں نے بہت کم مہمات کا ذکر کیا ہے۔ صرف مشہور غزوات و سرایا پر اکتفا کیا ہے۔ فقیر نے کثیر التعداد کتب تاریخ و حدیث و تفسیر سے یہ معلومات بہم پہنچائی ہے۔ جو نہایت اختصار کیساتھ سپرد قلم کیجاتی ہے۔ میں ایک بے بضاعت و کم مایہ انسان ہوں۔ مُرَکَّبٌ مِنَ الخَطَاءِ وَالنِّسیَان میرا طرۂ امتیاز ہے۔ علم و فضل کا مدعی نہیں۔ اپنی کم مائگی کا خود معترف ہوں۔ اسلئے اہل نظر سے امید ہے میرے سہو و خطا کی پردہ پوشی فرمائینگے اور مجھ کو مطلع فرمائینگے تاکہ دوسری اشاعت میں اصلاح کیجا سکے۔ دنیا میں قیامت تک کیلئے یہ فخر صرف مسلمانوں ہی کے واسطے ہے کہ ان کے پیشوا حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے حالات کا ایک ایک حرف محفوظ ہے آپکے حالات کے انضباط میں وہ سعی ہوئی ہے جو کسی مذہب کی مقدس کتاب کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ اور بیان میں اس تفصیل سے کام لیا گیا ہے کہ اقوال و افعال وضع قطع شکل و شباہت طرز گفتار و انداز رفتار طریق عبادت آئین معاشرت کھانے پینے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے ہنسنے بولنے لین دین شادی غمی غرض ہر قسم کے واقعات اور ہر زمانہ کے قبل ولادت وقت ولادت طفولیت شباب شیب کے حالات کو محفوظ رکھا گیا ہے آپکی سیرت

ہر ملک، ہر زبان ہر زمانہ میں اسقدر کتابیں لکھی گئی ہیں کہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے آدمی کے متعلق اوسکے عشر عشیر بھی نہیں لکھی گئیں۔ اس قسم کی تالیفات میں ہر سال اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مسلمانوں ہی پر موقوف نہیں۔ ہندو۔ بودھ۔ یہودی۔ پارسی۔ عیسائی۔ ہر مذہب و ملت کے مصنفین نے آپکی سیرت طیبہ پر مطول و مختصر کتابیں تالیف کی ہیں۔ مارگولیس کا قول ہے (محمد کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے جسکا ختم ہونا غیر ممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل فخر چیز ہے) کیوں نہ ہو آپکی مقدس زندگی کا ہر واقعہ بنی نوع انسان کے لئے صحیفہ عظمت ہو و آئینہ عبرت ظاہری و باطنی ترقی کے لئے نسخہ تربیت ہے۔ آپکی سیرت طیبہ کا ایک اہم جزو مغازی ہیں ہمارے متقدمین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کتب سیرت میں سب سے زیادہ مغازی ہی کا تذکرہ لکھتے تھے۔ ابتدائی تصانیف تو اب کہاں اُن کے حوالے جو زمانہ مابعد کے تصانیف میں ہیں اُن سے ہم کو روشناس کراتے ہیں۔ تیسری صدی ہجری تک تصانیف سیرت کا بھی رنگ رہا چنانچہ سیرت ابن ہشام سیرت ابن عائذ سیرت اموی۔ وغیرہ میں زیادہ تر غزوات ہی کا بیان ہے۔ تیسری صدی کے بعد سیرت میں دیگر واقعات بھی شامل کر لئے گئے۔ اس قسم ثانی کا نمونہ مواہب لدنیہ وغیرہ ہیں۔ طبیعتوں کے گرمانے۔ مردہ جذبات کو اُبھارنیکا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ بزرگوں کے کارنامے قوم و نونہالان قوم کے سامنے پیش کئے جائیں۔ ہمارے سلف صالحین اس نکتہ پر غائر نظر رکھتے تھے۔ مغازی کی سب سے پہلی کتاب حضرت عروہ بن زبیر المتوفی سنہ ۹۴ھ کی تھی۔ انکے بیٹے ہشام المتوفی سنہ ۱۴۶ھ نے اس فن کو خوب ترقی دی اور اس میں بہت نام پایا۔ امام شعبی مشہور محدث فن مغازی کے بھی امام تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر ان کی اس فن سے واقفیت کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر ابن عبد العزیز خلیفہ نے غزوات کے درس کا باقاعدہ سلسلہ قائم کرایا۔ عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری کو مقرر کیا کہ جامع دمشق میں مغازی کا درس دیا کریں۔ امام زہری رح نے (جو نسباً قریشی تھے سنہ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت سے اصحاب رسول کریم سے ملاقات کی امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی)۔ مغازی پر ایک کتاب لکھی۔ اس فن میں ان کے تلامذہ میں سے یعقوب بن ابراہیم محمد بن صالح تمار عبد الرحمن۔ عبد الرحمن بن عبد العزیز صاحب المغازی موسیٰ بن عقبہ (خاندان زبیر کے غلام تھے حضرت عبد اللہ بن عمر کو دیکھا تھا

حدیث میں امام مالکؒ کے استاد تھے۔ امام مالکؒ نے ان کی بہت تعریف کی ہے ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔ امام مالک لوگوں کو رغبت دلایا کرتے تھے کہ فن مغازی موسیٰ بن عقبہ سے سیکھو) محمد بن اسحاق (امام المغازی مشہور ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ اور جزء القرۃ میں ان سے روایتیں لی ہیں ابن ہشام نے انہیں کی کتاب پر اضافہ کرکے کتاب مرتب کی جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے) ہیں الغرض اس فن پر ہمارے سلف صالحین کی خاص توجہ تھی۔ پانچویں صدی ہجری سے اس فن کا چرچا کم ہونا شروع ہوا اب سیرت کی انتہائی کتابیں سیرت ابن اسحاق طبری طبقات ابن سعد واقدی ہیں۔ واقدی کا کیا ذکر کروں۔ اونپر کوئی اعتبار کرنے کو تیار نہیں۔ ابن اسحاق کا ذکر پہلے آچکا۔ طبری مشہور و معروف ہیں۔ ان کی تاریخ کبیر بہت مقبول و مشہور ہے

ابن سعد مشہور محدث ہیں۔ واقدی کے تلامذہ میں سے ہیں ان کی کتاب طبقات ابن سعد بارہ جلدوں میں ہے۔ یہ مختصر حالات و واقعات ہیں جنھوں نے اس فقیر کو اس رسالہ کی تالیف پر آمادہ کیا۔

اس رسالہ کی خصوصیات

(۱)۔ اس میں عہد رسول کریم کی تمام چھوٹی بڑی مہمات کا مع وجوہات و مختصر واقعات تذکرہ ہے۔

(۲)۔ ہر مہم جس جس نام سے مشہور ہے سب نام لکھدئے گئے ہیں۔ کیونکہ اکثر مؤلفین سیر نے بعض بعض مہمات کو متعدد ناموں کے باعث علیحدہ علیحدہ مہمات سمجھا ہے بعض نے صحابہؓ کے اختلاف نام کی وجہ سے ایک مہم کو کئی مہمیں خیال کیا ہے بعض نے کئی مہمات کو ایک سمجھا ہے۔

(۳)۔ سیرت و مغازی لکھنے والوں نے اہل تاریخ و سیر کا اتباع کیا ہے اور احادیث صحاح کی مخالفت کی پروا نہیں کی۔ حالانکہ حافظ زین الدین عراقی (حافظ ابن حجر کے استاد) سیرت منظوم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں ؎

ولیعلم الطالب انّ السّیرا ۔ یجمع ما صحّ وما قد انکرا

یعنی طالب فن سیر کو معلوم ہو کہ سیرت میں ہر قسم کی روایتیں لکھی جاتی ہیں صحیح بھی قابل انکار بھی۔ علم حدیث وہ فن ہے جسکی تدوین میں تحقیق و تنقید کے لئے ہمارے ائمہ نے روئے زمین کو چھان ڈالا اور محض حدیث کے صدق و صحت کے لئے کسی عالم کسی بزرگ کسی بادشاہ کی پردہ دری کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اوس کی جانچ کے لئے ایک مستقل فن اسماء الرجال (بیوگرافی) مدون کیا جس کی بدولت بقول جرمن ڈاکٹر اسپرنگر تقریباً پانچ لاکھ آدمیوں کے حالات جمع ہوگئے۔ (دیباچہ اصابہ مطبوعہ کلکتہ) ہر راوی کے متعلق مفصل مذکور ہے کہ عالم تھا یا ناخواندہ۔ ذہین تھا یا غبی۔ راست گو تھا یا خلاف بیانی کا عادی تھا۔ مریض تھا یا تندرست پس ایسے زبردست اور صحیح علم کی روایات کو نظر انداز کرکے تاریخ و سیر کی رطب و یابس روایات پر بھروسہ کرنا صحیح نہیں۔ وہ سیرت جو احادیث کو نظر انداز کرکے تاریخ و سیر کی روایات سے مرتب کیگئی ہو۔ رسول کریم کی صحیح سیرت کہلانے کی مستحق نہیں۔ فقیر نے اس رسالہ میں حتی الامکان اتباع احادیث کی پوری سعی کی ہے۔

(۴) ارباب سیر نے مہمات عہد رسالت کی بہت سی قسمیں کی ہیں۔ لیکن زیادہ مشہور اور سب پر حاوی دو ہیں۔ ایک غزوہ اور دوسری سریہ۔ غزوہ اور سریہ کی تعریفات میں بھی اختلاف ہے لیکن مقبول عام تعریف یہ ہے کہ غزوہ وہ مہم جس میں رسول کریم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ہو۔ سریہ وہ مہم جو کسی صحابہ کی سرکردگی میں بھیجی گئی ہو لیکن اہل سیر نے ان تعریفات کی پوری پابندی نہیں کی۔ بعض نے بڑے بڑے سرایا کو غزوہ کر کے لکھا ہے۔ یہ صورت بھی بعض مصنفین کے مغالطہ کا باعث ہوئی ہے فقیر نے اس تعریف کی پوری پابندی کی ہے۔ اور بنظر احتیاط ایک تیسری قسم کا اضافہ کیا ہے یعنی بعث۔ بعث لشکر کو کہتے ہیں اس رسالہ میں بعث اس مہم کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ جو کسی غزوہ کے لشکر یا کسی سریہ کے لشکر سے علیحدہ کرکے کسی مہم پر بھیجا گیا ہو یا جو لشکر بطور کمک روانہ کیا گیا ہو۔

(۵)۔ جس غزوہ یا سریہ کا ذکر اشارۃً یا صراحتاً قرآن مجید میں ہے اسکو لکھدیا گیا ہے۔ (۶)۔ چونکہ رسول کریم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی۔ اس لئے اکثر اہل سیر نے سال ربیع الاول سے شمار کیا ہے یہ امر عوام کے مغالطہ کا باعث ہوتا تھا اس رسالہ میں سال محرم ہی سے شمار کیا گیا ہے (۷) علماء کرام نے مہمات عہد رسول کریم کو دو قسموں پر

تقسیم کیا ہے۔ ایک ہجوم یعنی وہ مہم جس میں لشکر اسلام دشمن پر چڑھ گیا ہو۔ دوسرے دفاع۔ یعنی لشکر اسلام نے کسی چڑھ آنیوالے کی مدافعت کی۔ بعض مسلمان مصنفین نے اور اغیار میں بالتخصیص ڈاکٹر آرنلڈ نے رسُولِ کریم کی تمام مہمات کو دفاعی لکھا ہے لیکن اسلامی مہمات کے حالات پر تھوڑا سا غور کرنے سے پتہ چلجاتا ہے کہ ہجوم و دفاع کی تقسیم محض مہمات کے واقع ہونیکی صورت سے کیگئی ہے۔ ورنہ درحقیقت حضور علیہ السّلام کی تمام مہمات دفاعی تھیں۔ کیونکہ آپ نے مجبور ہو کر حفاظت خود اختیاری میں یا بغرض احقاق حق کے لئے تلوار اٹھائی۔ خواہ مخواہ قتل وغارت کے لئے کوئی مہم نہیں بھیجی ہر مہم کے اسباب و وجوہات فریق مخالف کے پیدا کردہ تھے۔ پس مخالفین اسلام ہجوم سے جو مطلب نکالکر عوام کو مغالطہ دیتے ہیں وہ یہاں حاصل نہیں ہوتا۔ خواہ مخواہ بغیر حق جنگ کرنیوالے کو رسُول کریم نے مفسد فرمایا ہے اور اس کے لئے سخت وعید ہے اس رسالہ میں واقعات پر لحاظ کر کے تمام مہمات کو پانچ قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے (۱) **تفتیشی**۔ وہ مہم جو دشمن کی تفتیش حال کے لئے روانہ کی گئی ہو۔ مہم کا لفظ اسوقت استعمال کیا جائیگا جس میں چند آدمی شریک ہوں۔ ایک شخص کا کسی تفتیش میں جانا مہم شمار نہ ہوگا۔ (۲) **تبلیغی** وعظ و پند کے لئے جو مہم بھیجی گئی۔ (۳) **انتظامی**۔ اُن امورات کے سرانجام دینے کے لئے جو مہم روانہ ہوئی جو استحکام امن و حفاظت اسلام کے لئے ضروری تھے۔ (۴) **تادیبی**۔ جرائم پیشہ جماعتوں کی تنبیہ یا دشمنوں کے مرعوب کرنے کے لئے جو مہم بھیجی گئی (۵) **جنگی**۔ جدال وقتال کے لئے جو مہم بھیجی گئی۔ قسم پنجم یعنی **جنگی** تین قسم کی تھیں۔ ایک ہجومی۔ یعنی لشکر اسلام دشمن کی روانگی سے قبل اُسپر جا پڑا۔ دوم دفاعی حملہ آور کے مقابلہ کے لئے جو لشکر روانہ کیا گیا۔ سوم انتقامی۔ قتل و دغا کا بدلہ لینے کے لئے جو مہم روانہ کیگئی۔ ہر مہم کے ساتھ اسکی قسم بھی لکھدیگئی ہے۔

بعض واقعات ایسے ہیں جنکا ذکر سرایہ کے تحت میں میں نے دانستہ چھوڑدیا ہے کیونکہ میرے نزدیک اُنپر سریہ کی تعریف صادق نہیں آتی۔ اون کے متعلق صرف میرا ہی یہ خیال نہیں۔ بلکہ بعض متقدمین نے بھی ان کو سرایا میں داخل نہیں کیا لیکن ان کو علیحدہ نقشہ میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس رسالہ میں یہ التزام ہے کہ کوئی مہم رہ نہ جائے

چند مہمات کو سرایا و بعوث کے تحت میں میں نے بڑھایا ہے کیونکہ میرے نزدیک وہ صحیح طور پر ان تعریفات میں آتے ہیں ان کا تذکرہ تو قریب قریب تمام اہل سیر نے کیا ہے مگر سرایا و بعوث کا عنوان نہیں۔ زمانۂ حال کے بعض اردو مصنفین کی غزوات و سرایا کی کمی پر نظر ہے اور وہ مہمات کے علحدہ علحدہ بیان کرنیوالوں کو تکثیر غزوات کا شایق لکھ کر یاد کرتے ہیں اگر انصاف سے اس رسالہ کو دیکھا جائیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ میں تکثیر غزوات کا شائق نہیں اور غیروں کے ڈر سے تقلیل کے درپے بھی نہیں کتب سیر و تاریخ میں جو واقعات ہیں وہی لکھی ہیں اپنی طرف سے تصنیف نہیں کئے گئے اگر میں تکثیر غزوات کا شائق ہوتا تو علاوہ اُن مہمات کے جن کو میں نے خارج کر کے نقشۂ ذیل میں ظاہر کیا ہے۔ دو سرئے عبد اللہ بن حدرد اسلمی کے اور دو[۲] سرئے حضرت علی کے بھی قایم کرتا (دیکھو بیان سریۂ عبد اللہ بن رواحہ ۶ھ و سریۂ خالد بنی جذیمہ ۸ھ و سریۂ ذات السلاسل و غزوۂ حنین ۸ھ) تکثیر غزوات کے شائقین نے یہ سرئے بھی قایم کئے ہیں۔

نقشہ مہمات خارج کردہ

نمبر شمار	نام مہم	پتہ	کیفیت
۱	سریۂ محیصہ	الی ابی سینہ ۳ھ	سیرت ابن ہشام کے سوا کسی کتاب میں اس واقعہ کا ذکر سرایہ کے تحت میں نہیں کہ ابی سینہ یہودی کے قتل کیلئے محیصہ گئے تھے یہ ایک انفرادی معاملہ تھا۔
۲	سریۂ عمیر بن عدی۔	الی عصما ۳ھ	عصما یہودیہ کو عمیر بن عدی نے قتل کیا۔ مواہب لدنیہ میں اس کے سریہ ہونے سے انکار ہے یہ ایک انفرادی معاملہ تھا
۳	سریہ سالم بن عمیر	الی ابی عفکہ ۳ھ	سالم بن عمیر نے ابی عفکہ (ابو العفل) یہودی کو قتل کیا روضۃ الاحباب۔ و مدارج النبوت میں

			اسکا ذکر سرایہ کے تحت میں نہیں یہ واقعہ انفرادی تھا۔
۴ سریہ ابن امیہ ۔	الی ابی سفیان	سنہ ۔	ابوسفیان نے ایک آدمی بھیجا کہ رسول کریم کو دہوکہ سے قتل کردے وہ گرفتار ہوگیا اور تمام معاملہ منکشف ہوگیا۔ عمرو بن امیہ و سلمہ بن اسلم و جبار بن صخر مدینہ سے چلے کہ ابوسفیان کو قتل کریں لیکن انکا راز بھی کھل گیا۔ روضۃ الاحباب میں اسکو سرایہ کے تحت میں ذکر نہیں کیا۔ یہ انفرادی معاملہ تھا
۵ ۔ سریہ عبداللہ بن عوسجہ ۔	الی عمرو بن حارث ۔	سنہ ۹	عبداللہ بن عوسجہ رسول مقبول کا والا نامہ عمرو بن حارث کے پاس لے گئے۔ اگر اسکو سریہ کہا جائے تو دیگر اصحاب جو دیگر والیان ملک کے نام خطوط لیگئے اون کو بھی سریہ کہنا چاہئے۔ مثلاً دحیہ کلبی و سلیط بن عمرو وغیرہ حالانکہ اہل سیر نے ان حضرات کے سریے قایم نہیں کئے۔
۶ ۔ سریہ جریر بن عبداللہ ۔	یمن	سنہ ۹	بشرح نمبر (۵)۔
۷ ۔ سریہ عقبہ بن ولید ۔	بنی مصطلق ۔		عقبہ بن ولید وصول صدقات کے لئے بنی مصطلق میں بھیجے گئے زمانہ جاہلیت میں بنی مصطلق کی اور ان کے عداوت تھی۔ بنی مصطلق کو جو معلوم ہوا کہ رسول کریم کے فرستادہ محصل صاحب آرہے ہیں وہ استقبال کو نکلے یہ سمجھے کہ لڑنے کو نکلے ہیں یہ واپس آئے اور رسول کریم سے کہا کہ وہ لوگ مجھ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ چونکہ یہ بھاگے تھے بنی مصطلق نے پیچھے اپنے آدمی بھیجے۔ انہوں نے آکر رسول کریم سے تمام واقعہ

کہا اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ (اِن جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوا۔ یعنی تمہارے پاس اگر کوئی گنہگار خبر لاوے تو تحقیق کر لیا کرو)
پس اگر ان کا سریہ قایم کیا جائے تو دیگر محصلان زکوٰۃ کا بھی سریہ قایم کرنا چاہیے
مثل عباد بن بشر و ابن لتبیہ وغیرہ۔

اضافہ

بعث سعد بن زید سنہ ۷۔ بعث قیس بن سعد سنہ ۸۔ سریہ جرش سنہ ۹
بعث خالد سنہ ۹۔ سریۂ فیروز سنہ ۱۱

نقشہ قسم وار

نام مہم	تفتیشی	تبلیغی	انتظامی	تادیبی	جنگی			میزان کل
					ہجومی	انتقامی	دفاعی	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
غزوات	۰	۱	۳	۴	۴	۴	۱۵	۳۱
سرایا	۴	۲۱	۸	۷	۴	۵	۳۱	۸۰
بعوث	۰	۰	۱	۲	-	۶	۲	۱۲
میزان کل قسموار	۴	۲۲	۱۲	۱۳	۸	۱۵	۴۸	۱۲۲

دس غزوات چوبیس سرایا تین بعوث میں قتال ہوا۔ دس غزوات اٹھائیس سرایا تین بعوث میں مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ دو غزوات آٹھ سرایا میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ پندرہ غزوات تین سرایا کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

وجہ اختلاف

غزوات و سرایا کی تعداد میں اختلاف ہے اسکا باعث یہ ہے کہ بعض نے

دو غزوات کو ایک قرار دیا ہے۔ مثلاً غزوۂ خیبر سے واپسی میں وادی القرٰی کے مقام پر ایک گروہ سے خفیف جنگ ہوئی۔ بعض اس کو ایک غزوہ قرار دیتے ہیں بعض دو۔ غزوۂ احد سے اگلے دن رسول کریم قریش کے تعاقب میں حمرا الاسد تک تشریف لے گئے۔ بعض ان کو دو غزوات لکھتے ہیں بعض ایک۔ اسی طرح سرایا میں کسی مورخ نے ایک مہم کو سریہ قرار دیا دوسرا اسکو سریہ نہیں مانتا۔ بعض ایسی سرایا ہیں جو غزوات کے ضمن میں پیش آئے۔ اکثر مصنفین ان کو مستقل مہم شمار نہیں کرتے۔ جیسے غزوۂ مکہ کے بعد بت شکنی کی مہمات۔ یا غزوہ بنی لحیان میں تلاش مجرمین کی مہمات۔

اسباب جنگ

رسول کریم اپنے والد ماجد کی وفات سے چند ماہ بعد پیدا ہوئے آپکی والدہ ماجدہ نہایت غریب بیوہ تھیں۔ آپ اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے دادا اور دادا کے بعد ایک غریب عیالدار چچا نے آپکی پرورش کی۔ آپ نے ظاہری تعلیم و تربیت نہیں پائی۔ لیکن بچپن ہی سے آپ بُرے رسموں اور بُری باتوں سے بچتے تھے۔ جوان ہوکر آپ ایسے نیک اور صالح ہوئے کہ تمام قوم آپکو امین کہنے لگی۔ عرب کا اس زمانہ میں یہ حال تھا کہ جہالت تمام ملک پر چھائی ہوئی تھی۔ چوری ڈکیتی۔ زنا شراب خواری قماربازی۔ جنگ و جدال دختر کشی بت پرستی ان میں بڑے زور و شور سے رائج تھیں۔ بڑے لڑاکا۔ ہیکڑ سفاک و ظالم تھے۔ کعبہ میں جو اسلام کے پیغمبر رسول کریم کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معبد تھا اور انھوں نے اس کو از سر نو بنایا تھا۔ تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جنکی پوجا ہوتی تھی۔ جب آپکی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ پاک نے آپکو خلعت نبوت سے سرفراز کیا آپ خفیہ خفیہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے۔ نیک اخلاق۔ خدا پرستی ان کو سکھاتے رہے لیکن یہ بات چھپنے والی نہ تھی۔ عربوں نے جب اس کی سن گن پائی تو آگ بگولہ ہوگئے کہ باپ دادا کے دین کے خلاف یہ کیا مذہب ہے ادھر خداوند ذوالجلال نے آپکو حکم دیا کہ کھلم کھلا وعظ و نصیحت کرو۔ آپ نے علی الاعلان تبلیغ شروع کی تو اہل عرب نے آپ کو ستانا شروع کیا۔ جب آپ

وعظ کہتے غل مچاتے۔ گالیاں دیتے۔ اینٹ پتھر برساتے۔ یہانتک کہ آپ لہو لہان ہوجاتے۔ نماز پڑھتے تو اہل عرب آپ کے اوپر غلاظت ڈال دیتے۔ آپ صبر فرماتے کسی کو آدھی بات نہ کہتے مگر وہ نہ شرماتے کہ ایک بیکس اکیلا غریب نہ کسی کو بُرا کہتا ہے نہ کسی کا کچھ بگاڑتا ہے نیک باتیں بتاتا ہے ہم اسکو کیوں دکھ دیں۔ جب لوگ مسلمان ہونے لگے تو عربوں کا غصہ اور بڑھا آپے سے باہر ہوگئے۔ مسلمانوں پر وحشیانہ ظلم شروع کردیے گالی۔ گلوچ۔ لات۔ گھونسا تو معمولی بات تھی۔ کسی کو ننگا کرکے دوپہر میں جلتے تپتے ریت پر لٹا کر چھاتی پر پتھر کی سل رکھ دیتے کسی کا بدن لوہا سرخ کرکے اُس سے داغ دیتے اسیطرح کئی مرد عورت شہید کرڈالے۔ یہ بیرحمی یہ سفاکی دیکھ کر آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ حبشہ کے ملک کو ہجرت کرجاؤ۔ مسلمانوں نے چھپ چھپ کے نکلنا شروع کیا۔ عربوں کو معلوم ہوا تو سمندر کے کنارے تک پیچھا کیا۔ مگر وہ جہاز میں بیٹھ کر چلدئے تو عربوں نے ایک وفد بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا کہ ہمارے بھائی ہم سے باغی ہوکر آگئے ہیں انکو ہمارے حوالے کیا جائے۔ نجاشی بڑا منصف بادشاہ تھا اُس نے جب تحقیقات کی تو معاملہ برعکس ثابت ہوا اوسنے عربوں کو ٹکا سا جواب دیدیا اب سب وہاں سے اپنا سا منھ لیکر چلے آئے۔ اور جھنجلا کر رسول کریم اور مسلمانوں پر اور بھی زیادتیاں شروع کردیں سات برس اسیطرح گذرے اب یہانتک نوبت پہنچی کہ سب نے آپکا اور آپکے ساتھیوں کا بائیکاٹ کردیا۔ مجبور ہوکر آپ کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں رہنا پڑا۔ پیڑوں کے پتے کھاکھا کر اکثر گذر کی۔ تین برس کے بعد آپ کے چند رشتہ داروں نے وہ عہد توڑا اور آپ پھر شہر میں آگئے۔ اب پہلے سے بھی زیادہ ظلم وستم ہونے لگا۔ ان مصیبتوں کو سہتے سہتے بارہ برس گذر گئے آپ نے صحابہ کو حکمدیا کہ مدینہ کو ہجرت کرجائیں چنانچہ بہت سے صحابی گھربار مال واسباب مکان جائداد چھوڑکر مدینہ چلے گئے جب عربوں نے یہ دیکھا تو ایک کمیٹی کرکے سب نے بالاتفاق یہ تجویز کی کہ محمدؐ کو قتل کردو۔ آپ اُسی رات میں مکہ سے مدینہ کو چلدئے۔ قرآن مجید میں بھی اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے (اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ) یعنی اپنے گھروں سے صرف اس لئے نکالے گئے (مسلمان) کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے)۔ جب جان بچی مگر گھر سے بے گھر کرکے بھی ان

ظالموں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ اور مدینہ کے رئیس عبداللہ بن اُبی کو خط لکھا (انکم
آویتم صاحبنا وانا نقسم باللہ لتقاتلنہ او تخرجنہ او لنسیرن
الیکم باجمعنا حتی نقتل مقاتلتکم ونستبیح نساءکم یعنی تم نے ہمارے آدمی کو
اپنے یہاں پناہ دی ہے ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں یا تو تم اس کو مار ڈالو یا نکالدو ورنہ ہم
سب تم پر حملہ کرکے تمکو نیست و نابود کرکے تمہاری عورتوں پر تصرف کرینگے (ابی داؤد
باب خبر النضیر) اور مدینہ کے یہودیوں کو لکھا (انکم اھل الحلقۃ والحصون وانکم
تقاتلن صاحبنا او نفعلن کذا وکذا ولا یحول بیننا وبین خدم نسائکم
یعنی تم ہتیاروں اور قلعوں والے ہو ہمارے حریف محمدؐ سے لڑو ورنہ ہم تمہارے ساتھ
ایسا ایسا کرینگے۔ اور ہم کو کوئی چیز تمہاری عورتوں کے کڑوں تک پہنچنے سے نہ روک سکیگی
(سنن ابی داؤد ذکر نضیر)۔ ابوجہل نے رسول کریم کو پیغام بھیجا کہ مدینہ والوں کے بھروسہ
نہ رہنا وہیں آکر سمجھونگا۔ سعد بن معاذ مکہ میں گئے ابوجہل نے اُن سے کہا کہ تم محمدؐ کو قتل
کردو ورنہ ہم تم کو زیارت بیت اللہ سے روکدینگے۔ سعد نے کہا ہم تمہارا شام کا قافلوں کا
راستہ روکدینگے (بخاری باب المغازی) چنانچہ کفار نے مسلمانوں کو مسجد الحرام میں آنے
سے روکدیا جیسا کہ آیت (یسئلونک عن الشھر الحرام (یہ آیت آگے مذکور
ہوگی)) سے ثابت ہے۔ غرض قریش کے سازشوں نے آنحضرتؐ اور مسلمانوں کے لئے مدینہ
کی فضا بھی خطرناک کردی۔ چنانچہ آپ ساری ساری رات جاگ کر بسر کرتے (کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما قدم المدینۃ یسھر من اللیل
یعنی رسول کریم جب مدینہ آئے تو راتوں کو جاگا کرتے تھے (صحیح نسائی)) (عن ابی
بن کعب قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ
واوتھم الانصار رمتھم العرب عن قوس واحدۃ وکانوا لا یبیتون
الا بالسلاح ولا یصبحون الا فیہ۔ یعنی رسول کریم اور آپ کے صحابہؓ جب مدینہ
میں آئے اور انصار نے ان کو پناہ دی تو تمام عرب اک ساتھ اُن سے لڑنے کو آمادہ ہوگیا
صحابہؓ صبح تک ہتیار باندھ کر سوتے تھے۔ (مسند دارمی)۔ قریش نے اسی پر بس نہیں کیا
بلکہ قتل کے لئے خفیہ آدمی مدینہ بھیجا وہ مع خنجر گرفتار ہوا اس نے تمام واقعات بیان

گئے (مواہب لدنیہ) کفار نے چند ٹکڑیاں مقرر کیں مدینہ کے نواح میں چکر لگایا کریں کہ موقع پاکر مسلمانوں پر ہاتھ صاف کریں چنانچہ سنہ (۲) ہجری میں کرز بن جابر کو موقع ملگیا۔ اور اُسنے مدینہ کی چراگاہ پر چھاپہ مارا۔ اسکے بعد اور چند مرتبہ اس قسم کے واقعات پیش آئے۔ مدینہ میں پہنچ کر رسُول کریم نے اگرچہ یہود سے معاہدہ کرلیا تھا مگر قریش کے بھڑکانے سے اُن کے تیور بھی بدلے ہوئے تھے غرض کفار نے رسُول کریم اور مسلمانوں کیلئے کوئی وقت کوئی موقع کوئی جگہ ایسی نہ چھوڑی کہ جہاں اطمینان سے دم مار سکیں۔ کفار ادہر تو ان بے وطنوں کے آزار دہی کی فکر میں تھے اور اُدہر مکے میں جو بوڑھے بچے عورتیں بیمار مسلمان رہگئے تھے جھلا کر اُن پر وحشیانہ مظالم شروع کردیئے غرض قریش کا تکبرُ۔ قریش کا ظلم۔ قریش کی فتنہ پردازی حد سے گذر گئی تھی جب یہ نوبت پہنچ گئی تو غیرت حق کو حرکت ہوئی اور حکم ہوا (قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ۔ یعنی خدا کی راہ میں اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں) قتال کا سب سے پہلا حکم یہی ہے (تفسیر ابن جریر) اس حکم سے خود ظاہر ہے کہ اُن سے لڑنے کا حکم ہے جو لڑتے ہیں دوسرا حکم ہے۔ (اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا یعنی لڑنے کی اجازت ہے کیونکہ ظلم کیا جارہا ہے) ایک اور خاص وجہ جنگ کی بیان فرمائی ہے (مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ یعنی کیوں نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اُن ضعیفوں بچوں کے چھڑانے کیلئے جو تنگ ہو کر کہتے ہیں یا خدا ہمیں ان ظالموں کے شہر سے نکال) (وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ۔ یعنی لڑو ان سے یہاں تک کہ فتنہ فرو ہوجائے) (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً۔ یعنی تم بھی مشرکوں سے اکھٹے ہو کر لڑو جیسے وہ تم سے اکھٹے ہو کر لڑتے ہیں)۔ ان تمام واقعات و احکام پر نظر کرنے سے صاف نظر آجاتا ہے کہ مسلمان لڑنا نہیں چاہتے تھے اُن کو ہر طرح مجبور کیا گیا وہ لاچار ہو کر تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق بنے۔ مسلمانوں کے اُس وقت کے حالات پر غور کرنے سے بھی عقل سلیم اس طرف رہبری کرتی ہے کہ مسلمان قلیل التعداد غریب الوطن شکستہ حال بے سروسامان

فریق ثانی یعنی کفّار قریش کثیر التعداد باثروت صاحب سلاح اسلئے مسلمان ضرور مقابلہ سے بچتے ہونگے۔ اور قریش اُن کی روزافزوں ترقی دیکھ کر ضرور یہ چاہتے ہونگے کہ اس جماعت کو قوت پانے سے پہلے ہی کچل دینا چاہئے۔ مسلمانوں کو مقابلہ پر آنے کیلئے مجبور کرتے ہونگے۔ قرآن مجید میں بھی ان کی اس قسم کی حرکات کی طرف اشارہ ہے۔ (کلما اُوقدوا نارًا للحرب اطفاها الله۔ ویسعون فی الارض فسادًا واللہ لا یحب المفسدین۔ یعنی جب کبھی یہ لوگ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔ یہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ اللہ مفسدین کو دوست نہیں رکھتا۔) (یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر و صد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اہلہ منہ اکبر عند اللہ والفتنۃ اکبر من القتل ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا۔ یعنی تجھ سے ماہ حرام میں لڑائی کے متعلق پوچھتے ہیں لیکن اللہ کے راستے سے روکنا اوس پر ایمان نہ لانا مسجد الحرام میں جانے سے روکنا۔ وہاں کے رہنے والوں کو جلاوطن کرنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ہے اور فتنہ پردازی قتل سے بڑھ کر ہے۔ یہ کافر تم سے برابر لڑتے رہیں گے یہانتک کہ اُن کا بس چلے تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں) لیکن ان تمام باتوں پر بھی ابتدا مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوئی۔ بلکہ کفار کی چنانچہ ارشاد ہے (وہم بدؤکم اوّل مرّۃ۔ یعنی پہل انہوں نے ہی تمہارے ساتھ کی۔) اِن تمام واقعات و حالات پر نظر کرکے کون انصاف پسند ہے جو مسلمانوں کو جنگ جوئی کا الزام دیگا۔ دیکھو کفار رسولؐ کریم اور اور مسلمانوں کو جی بھر کے ستانے کے بعد گھر سے بے گھر کرکے بھی چین سے نہیں بیٹھنے نہیں دیتے۔ جو عورتیں بوڑھے بچے اُن کے پنجے میں گرفتار ہیں اُن پر ایسے ایسے مظالم کیئے جارہے ہیں جن سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ مہاجرین کا تمام مال اسباب مکہ میں کفار کے قبضہ میں ہے اور یہ بیکس یہاں مدینہ میں بھوکے پیاسے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے تھا اس لئے مدینہ میں رسولؐ کریم کو چند امورات کا انتظام درپیش تھا۔ (۱) تبلیغ حق۔ تبلیغ کے لئے جو لوگ

بھیجے جاتے تھے اُن کی حفاظت کے لئے حسب موقع فوجی دستہ اُن کے ساتھ کر دیا جاتا تھا۔ پھر بھی مبلغین کئی جگہ شہید کئے گئے۔ جیسے سریہ اخرم ۷ھ۔ سریہ ذات اطلاح ۸ھ وغیرہ۔ (قد کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعث فیما حول مکۃ السرایا تدعوا الی اللہ عز وجل ولم یامرھم بقتال۔ یعنی رسول کریمؐ نے نواح مکہ میں سرایا بھیجی تبلیغ کے لئے اُن کو لڑنے کا حکم نہیں تھا (طبری)۔ (۲) جو ضعیف مسلمان مکہ والوں کی قید میں ہیں اُن کو چھڑانا۔ (۳) اپنی حفاظت۔ (۴) عرب کے قبائل آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ ڈکیتی اُن کا خاص پیشہ تھا۔ لہٰذا امن قائم کرنا جیسے سریہ ام قرفہ ۶ھ وغزوۂ غابہ وغیرہ ۶ھ۔ چنانچہ رسولؐ کریم نے فرمایا کہ خدا اس کام کو اس طرح پورا کریگا۔ (یعنی ایسا امن و امان ہوگا) کہ ایک عورت قادسیہ سے چلیگی اور آکر کعبہ کی زیارت کریگی۔ اور اس کو خدا کے سوا کسی کا (جو رڈاکو وغیرہ) ڈر نہ ہوگا۔ (بخاری باب علامات النبوۃ)۔ اُس زمانہ میں نہ کوئی خبر رسانی کا ذریعہ تھا نہ سڑکیں تھیں نہ سریع السیر سواریاں تھیں نہ تار ڈاک وغیرہ تھے۔ اس لئے ہر قافلہ کے نکلنے کی خبر پر ایک مہم جاسوسی روانہ کرنی پڑتی تھی۔ جیسے سریۂ نخلہ اسی مہم کے متعلق جو تحریر رسولؐ کریم نے عبد اللہ بن جحش کو دی تھی اوس میں کھول کر لکھ دیا تھا (فسر حتّٰی تنزل نخلۃ بین مکۃ والطائف فترصد بھا قریشًا وتعلم من اخبارھم۔ یعنی برابر چلے جاؤ اور نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے جا کر ٹھیرو۔ اور قریش کی دیکھ بھال کرتے رہو اور اون کی خبریں معلوم کرو) اس سلسلہ کی اس لئے خاص ضرورت تھی کہ ایسا نہ ہو قریش دفعتہً مدینہ پر آپڑیں ورنہ غضب ہو جائیگا مسلمانوں کا پتہ بھی نہ چھوڑینگے۔ چنانچہ جب کبھی ایسا ہوا مسلمان تائید ایزدی ہی سے بچ بچ گئے (دیکھو بیان غزوۂ سفوان وغزوۂ سویق وغزوۂ غابہ وغزوۂ احد وغزوۂ خندق وغیرہ)۔ ان جاسوسی ٹکڑیوں اور تبلیغی جماعتوں سے کبھی کبھی جھڑپ بھی ہو جاتی تھی۔ غرض ان ضروریات پر نظر کرکے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ قریش پر کوئی ایسی کاری ضرب لگائی جائے جس سے یہ بلبلا اُٹھیں اور صلح و آشتی پر آمادہ ہوں۔ ظلم و ستم لوٹ کھسوٹ سے باز آئیں۔ اسلام کو اس وقت اس قدر قوت و

اقتدار حاصل نہ تھا۔ کہ ڈنکے کی چوٹ قریش کو اعلان جنگ دیکر اون پر حملہ کیا جاتا مسلمانوں کی قدرت میں اگر تھا تو بس یہی کہ قریش کے قافلوں سے تعرض کریں اس طریق نے مسلمانوں کے حوصلے بڑھانے کے علاوہ قریش کو صلحنامہ حدیبیہ پر مجبور کر دیا۔ بعض کج فہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ لوٹ مار کراتے تھے۔ لیکن یہ وہی شخص کہہ سکتا جو یا تو تاریخ سے نابلد ہو یا جس نے تعصب و ہٹ دھرمی کی پٹی آنکھوں پر باندھ رکھی ہو۔ آنحضرتؐ نے بارہ سال تک مکہ میں مظالم برداشت کئے مدینہ میں پہنچکر جو حالات پیش آئے اونکا بھی مختصر بیان گذر چکا۔ ایسی صورت میں کون صاحب عقل سلیم ہے کہ رسول کریم کے قوافل سے تعرض کو امر مذموم قرار دیگا۔ مسلمانوں کا مال بھی چھینا جاچکا مسلمان مارے بھی جاچکے گھر سے بھی نکالے گئے۔ قید میں بھی رہے۔ یہ سب کچھ ہولیا اگر مسلمانوں نے ان سب کے جواب میں قافلوں پر حملہ کرنا شروع کیا۔ تو بہت ہی برا کیا یہ کہاں کی فلاسفی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا گھر بھی چھین لے اوسکے بھائی کو بھی قتل کردے اوس کے بال بچوں کو بھی مار پیٹ کرے اسکے کچھ بیمار بوڑھے مرد عورتوں کو بھی قید کر لئے۔ اور اس کی جان لینے کے بھی درپے ہے لیکن اگر اس ستم رسیدہ نے ہاتھ پاؤں ہلائے اور انتقام میں اس ظالم کی گٹھری چھین لی۔ اور اس تدبیر سے اُس ظالم کو ترک ظلم پر مجبور کیا تو وہ ڈاکو کہلائے۔ ایسے خوش فہم تو میرے نزدیک مرفوع القلم ہیں اُن سے مخاطب ہی ہونے کی ضرورت نہیں ان معترضوں کو ڈکیتی اور فوجی لوٹ کا فرق بھی معلوم نہیں یہ ڈاکو اور جنگجو سپاہی کے مقاصد کا فرق بھی نہیں جانتے۔ جب یہ دنیا کے حالات سے واقعات زمانہ سے تاریخ عالم سے اسقدر نابلد ہیں تو کس منہ سے کس معلومات کے بھروسہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ ڈاکو کا مقصد صرف حصول مال ہوتا ہے۔ اگر کسی نے چپ چاپ مال اوس کے حوالہ کر دیا تو وہ آدھی بات بھی زبان سے نہیں کہتا اور اپنا کام کر کے چلا جاتا ہے اگر کسی نے مقابلہ کیا تو وہ بدرجہ مجبوری زدو کوب بھی کرتا ہے۔ جنگ آور سپاہی کا مقصد دشمن کا قتل یا گرفتار کرنا ہوتا ہے اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے بعد اوس کے مال پر قبضہ کرتا ہے۔ فوجی لوٹ ہر ملک ہر مذہب ہر قوم ہر زمانہ میں رائج رہی ہے کیا نادان معترض نے دشمن کے سامانِ رسد سامانِ حرب خزانہ وغیرہ کو چھین لینے کے واقعات دنیا کی تاریخ میں یا موجودہ زمانہ کے اخبارات

میں نہیں پڑ ہے یہی اسلامی غنیمت کی حقیقت ہے کفار مکہ کا تمام عرب پر اثر تھا اُن کے مخالف ہونے سے تمام عرب مسلمانوں کا مخالف ہوگیا تھا ان تمام کافروں نے یہ سلسلہ قایم کیا تھا کہ باری باری سے مسلمانوں سے لڑتے تھے اُس سے انکا یہ مقصد تھا کہ مسلمان بارہ مہینے مصروف جنگ رہیں اور اسطرح یہ مٹھی بھر جماعت فنا ہو جائے اس لئے ایک قبیلہ لڑ چکتا تو دوسرا کھڑا ہو جاتا اس سے فارغ ہونے تو تیسرا مظاہرہ کرتا۔ رسُول کریمؐ نے مسلمانوں کی بے سروسامانی اور قلت۔ یہود و منافقین و کفار مدینہ کی بیوفایانہ خو پر نظر کرکے یہ اصول مقرر کیا تھا کہ کسی گروہ کو مدینہ کے گرد نہ پھٹکنے دیا جائے آپ جب کسی قافلہ کے نکلنے یا کسی قبیلہ کے اجتماع کی خبر سُنتے فوراً مہم روانہ فرماتے کہ دُور ہی دُور قصہ فیصل ہو جائے۔ آپکی عہد مبارک کی ایکسو بائیس مہمات ہیں (جنکا ذکر اس رسالہ میں ہے) جنگی مہمات کی تعداد اکیس ہے اور ان میں بھی صرف آٹھ ہیں اس تفصیل پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ رسُول کریمؐ نہ جنگ کے شائق تھے نہ فتح ارض کے خواہشمند آپ نے جو کچھ کیا۔ احقاق حق۔ قیام امن حفاظت خود اختیاری کے لئے کیا اُس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کسی پر حملہ کرتے عورتیں بوڑھے بچے سب کو تہ تیغ کرتے۔ باغوں کھیتوں، مکانوں میں آگ لگا دیتے جانوروں کو مار ڈالتے۔ قیدیوں کو زندہ جلا دیتے۔ ایسے ظالم ایسے ناخدا ترس ایسے سفاک گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اسلام نے ایسے رحیمانہ کریمانہ احکام صادر فرمائے کہ جس سے زیادہ سہل ممکن نہیں (فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ یعنی تمھارے دشمن جس قدر تم کو تکلیف دیں اوسیقدر تم تکلیف دیسکتے ہو زیادتی نکرنا۔ اللہ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا) (فلا تقاتلھم حتیٰ یقاتلوک یعنی جبتک تم پر حملہ نہ کیا جائے تم بھی حملہ نہ کرنا (طبقات ابن سعد)۔ لیکن اس حکم سے جرایم پیشہ گروہ اور خطرناک دشمن مستثنیٰ تھے (لا تقتلوا شیخاً فانیاً ولا طفلاً ولا صغیراً ولا امراءۃً یعنی بوڑھے بچے عورتیں نہ قتل کئے جائیں (ابو داؤد)۔ وہ عورت اور بوڑھا اس حکم سے مستثنیٰ تھا جو بانی قتل و قتال یا ایسا صاحب اثر ہو کہ جسکے حکم سے فساد ہوا ہو۔ اذا ملکت فاسجح یعنی جب قابو پا جاؤ تو عفو سے کام لو۔ (مسلم) آگ نہ لگائی جائے

کھیت و باغات نہ کاٹے جائیں اس لئے وہ مقامات مستثنیٰ تھے جن سے دشمن کمیں گاہ کا کام لے سکے طالب امن کو امن دیا جائے. گھر میں بیٹھنے والوں کو نہ ستایا جائے. وعدہ پورا کیا جائے. جانور نہ قتل کئے جائیں. ذمیوں کو تکلیف نہ دیجائے. صاحب فہم سلیم و طالب حق کے لئے اس دیباچہ میں کافی سرمایہ موجود ہے لیکن اگر جنگ و جہاد وغیرہ کے متعلق مفصل بحث دیکھنے کا شوق ہو تو میرے رسائل باطل شکن و غازیان ہند کا مطالعہ کریں. اس رسالہ میں اس بحث و تفصیل کا موقع نہیں آخر میں میں خداوند ذو الجلال کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے کرم سے مجھ سے سیرت طیبہ کی وہ خدمت جو اب تک ایک جگہ مدون ہونے سے باقی تھی سرانجام کرائی. (شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم) خدا جزائے خیر عطا فرمائے میرے محب مکرم سرچشمہ مروت و کرم سخنور باکمال مولوی سید سراج الحسن صاحب ترمذی سلمہ اللہ تعالیٰ وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد کو جنکا سینہ بے کینہ حب اسلام سے معمور ہے اور خدمت ملک و ملت کے لئے ہر وقت مستعد و کمربستہ رہتے ہیں کیونکہ سید صاحب موصوف ہی کا ارشاد و اصرار اس رسالہ کی تدوین کا سبب ہے. نیز میرے مکرم دوست امیر باذل مولانا الحاج فیض الدین صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ وکیل حیدرآباد کو جنکے سایہ عاطفت میں بیٹھ کر فقیر نے سیرت رسول کریم کی اس اہم خدمت کو انجام دیا ہے نیز عزیزی مولانا الحاج عبد البصیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ انہوں نے مثل میری دیگر تالیفات کے اس رسالہ کے مدون کرنے میں بھی میری مدد کی ہے.

حقیر فقیر

ناظم

۹ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ بمقام حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ (۱) ہجری

سریۂ حمزہؓ رمضان رسول کریم علیہ السلام کو خبر پہنچی کہ ابوجہل ایک قافلہ قریش کا لیکر مکہ سے نکلا ہے اس زمانہ میں کہ نہ تار تھا نہ ڈاک اور ایسے ملک میں جس میں نہ سڑکیں تھیں نہ کوئی باقاعدہ انتظام۔ قریش مسلمانوں کے ستانے پر کمربستہ تھے ابوجہل پہلے ہی دھمکی دے چکا تھا۔ اس غرض کا متعین کرنا کہ یہ قافلہ کیوں چلا ہے کدھر کو چلا ہے ناممکن تھا۔ اور یہ خیال کہ یہ قافلہ مدینہ پر آپڑا تو کیا ہوگا ایک قیامت تھا۔ اس لئے رسول کریم نے دریافت حال کے لئے نیز اس خیال سے کہ حسب موقع اس قافلہ سے تعرض کیا جائے حضرت حمزہؓ کو مع تیس اصحابؓ روانہ کیا۔ ایک سفید علم (جھنڈا) بنا کر دیا۔ ابومرثد غنوی کو علمبردار مقرر کیا۔ ناحیۂ عیص سرزمین جہنیہ میں سیف البحر کے قریب ابوجہل مع تین سو آدمیوں کے ملا اور قلیل التعداد مسلمانوں سے بھڑنا چاہا۔ حضرت حمزہ بھی مستعد ہو گئے مگر ایک عرب سردار مجدی بن عمر الجہنی نے بیچ بچاؤ کر کے فریقین کو لوٹا دیا یہ سریہ تفتیشی تھا۔

سریۂ رابغ شوال ایک قافلہ قریش کے نکلنے کی خبر پر ساٹھ مہاجرین زیر کمان عبیدہ بن الحارث بطن رابغ کی طرف روانہ کئے گئے علم سفید تھا علمبردار مسطح بن اثاثہ تھے مقام ودان کے قریب دو سو کفار زیر کمان ابوسفیان (بعض نے عکرمہ بن ابی جہل لکھا ہے) ملے۔ فریقین نے ایک دوسرے کی طرف تیر پھینکے مسلمانوں میں پہلا تیر سعد بن وقاص نے چلایا۔ ابھی اچھی طرح مقابلہ نہیں ہوا تھا کہ کسی نے کہہ دیا کہ مسلمانوں کی اور کمک آتی ہے قریش یہ سن کر پسپا ہو گئے۔ اسکو سریۂ احیاء اور سریۂ عبیدہ بھی کہتے ہیں۔ احیاء حجاز میں ایک چشمہ کا نام ہے جو یہاں سے قریب تھا یہ سریہ تفتیشی تھا۔

سریہ خرار ذیقعد ھ ایک قافلہ قریش کے نکلنے کی خبر پر بیس اصحاب بسرکردگی سعد بن وقاص روانہ کئے گئے علم سفید اور علمبردار مقداد بن عمر البہرانی (بعض نے مقداد بن اسود لکھا ہے) ہے یہ گروہ رات کو سفر کرتا دن میں قیام کرتا موضع خرار تک پہنچا جو حجاز کی ایک وادی ہے۔ علاقہ جحفہ میں مقام خم کے قریب کوئی قافلہ وغیرہ نہیں ملا۔ اس کو سرایۂ سعد بھی

کہتے ہیں۔ یہ سریہ تفتیشی تھا۔

سنہ ۲ھ

غزوۂ ابواء | ایک قافلہ قریش کی خبر پر نبی کریم مع ساٹھ مہاجرین روانہ ہوئے
صفر | سعد بن عبادہ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا۔ علم سفید تھا۔ علمبردار حضرت حمزہ تھے مقام ابوا تک پہنچے مگر کوئی گروہ نہیں ملا۔ اس نواح میں بنو ضمرہ آباد تھے آپ نے انسے معاہدہ کیا۔ اور مدینہ کو مراجعت فرمائے۔ اس سفر میں پندرہ دن لگے۔ اس کو غزوۂ ودان بھی کہتے ہیں۔ ابوا اور ودان دو موضع ہیں مکہ مدینہ کے درمیان۔ ابوا کا صدر مقام فرع تھا۔ یہاں قبیلہ مزینہ آباد تھا۔ اس غزوہ میں چونکہ ایک اتحادی معاہدہ ہوا جو باعث قیام امن تھا۔ اس لئے یہ غزوہ انتظامی تھا

غزوۂ بواط | خبر پہنچی کہ ایک قافلہ قریش بسرکردگی امیہ بن خلف الجمحی نکلا ہے۔
ربیع الاوّل | حضور علیہ السلام مدینہ میں سعد بن معاذ کو خلیفہ کرکے مع دوسو اصحاب روانہ ہوئے علم سفید تھا۔ علمبردار سعد بن وقاص تھے۔ جبل بواط تک تشریف لیگئے (بواط جہینیہ (ینبوع) کی ایک پہاڑی کا نام ہے ناحیہ رضوی میں ذی خشب کے قریب شام کے راستہ پر مدینہ سے ۴۸ میل) کوئی قافلہ وغیرہ نہیں ملا۔ آپ پہاڑی علاقہ میں وعظ و پند فرماکر واپس تشریف لائے یہ غزوہ تبلیغی تھا۔

غزوۂ سفوان | کرز بن جابر الفہری ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مدینہ میں چھپکر
ربیع الاوّل | آئے اور مقام عقیق کے نواح مدینہ میں موضع شرح پر تاخت کی اطلاع ہونے پر حضور زید بن حارثہ کو مدینہ میں خلیفہ کرکے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے علم سفید تھا علمبردار حضرت علی تھے۔ مقام سفوان تک تعاقب کیا۔ مگر وہ ہاتھ نہ آئے۔ لہذا مراجعت فرمائی چونکہ سفوان نواح بدر کی ایک وادی کا نام ہے اس لئے اسکو غزوہ بدرالاولی اور غزوہ طلب کرز و غزوہ شرح و غزوۂ عقیق بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ تادیبی تھا۔

غزوۂ ذی العشیرہ | قریش نے مسلمانوں پر ایک متفقہ زبردست حملہ کی تجویز کی۔
جمادی الاوّل | اس کے مصارف کے لئے چندہ ہوا۔ اس چندہ میں مرد عورت نے جس کے پاس جو کچھ تھا سب کچھ دیدیا۔ جیسا کہ خود ابوسفیان کے اس قول سے ثابت ہے

بمكة من قرشي ولا قرشية له نش فصاعدا الا قد بعث به معنا۔ یعنی مکہ میں کسی قریشی مرد اور عورت کے پاس ایک نش (اسکے مساوی چھ پائی) نہیں رہا سب ہمارے حوالہ کر دیا۔ (طبقات ابن سعد بیان غزوہ بدر) نقد کے علاوہ جو اشیاء موصول ہوئیں تھیں اون کے فروخت کے لیے ابو سفیان شام کو چلے۔ اس مال کے سوا کچھ تجارتی سامان بھی ساتھ تھا رسول کریم کو جب اس تجویز اور قریش کے قافلہ کے روانگی کی خبر پہنچی تو آپ ابا سلمہ بن عبد الاسد مخزومی کو مدینہ میں خلیفہ کر کے مع ڈیڑھ سو اصحاب روانہ ہوئے۔ علم سفید تھا۔ علمبردار حضرت حمزہ تھے۔ موضع ذی العشیرہ (ایک موضع تھا بنو مدلج کا اطراف ینبوع میں شام کے راستہ پر مدینہ سے ۱۰۰ میل) تک تشریف لیگئے۔ وہ قافلہ نہیں ملا آپ جمادی الثانی کی ابتدا تاریخوں تک وہاں مقیم رہے اور بنو مدلج سے معاہدہ کیا۔ چونکہ یہی قافلہ واپسی میں جنگ بدر کا بہانا بنا۔ اس لیے بعض نے اس کو غزوہ بدر الاولی لکھا ہے لیکن موزوں نہیں معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ سفوان کو جو بدر کے قریب ہے بدر الاولی نہ کہا جائے۔ اور اس غزوہ کو محض قافلہ کی مناسبت سے بدر الاولی کہا جائے یہ غزوہ ہجومی تھا۔ اس کا مقصد قافلہ سے تعرض کرنا تھا بعض مصنفین نے قافلہ کے تعرض کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن یہ امر صریح احادیث کے خلاف ہے جو کسی طرح قرین صواب نہیں ہو سکتا۔

سریہ نخلہ رجب ۲ھ } بارہ اصحاب بسرکردگی عبد اللہ بن جحش روانہ کیے گئے۔ عبد اللہ کو رسول کریم نے ایک خط دیا۔ اور کہا دو دن بعد اس کو کھولکر پڑھنا۔ اور اس پر عمل کرنا دو دن بعد عبد اللہ نے خط پڑھا اس میں لکھا تھا برابر چلے جاؤ نخلہ میں جاکر ٹھیرو۔ قریش کے حالات کا پتہ چلاکر ہمکو اطلاع دو۔ راستہ میں ان اصحاب میں سے سعد بن وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا۔ یہ دونوں اس کو ڈھونڈنے گئے۔ اور خود بھی راستہ بھول گئے عبد اللہ مع باقی دس آدمیوں کے نخلہ پہونچے۔ (نخلہ بستان بنی عامر ہیں مکہ کے قریب ایک شب کی مسافت پر ہے) قریش کا قافلہ طایف کی طرف سے آیا۔ اسدن رجب کی پہلی تھی۔ (اس مہینہ میں ایام جاہلیت میں لڑنا حرام سمجھتے تھے) عبد اللہ کو صحیح تاریخ محفوظ نہ تھی وہ جمادی الآخر کا آخری دن سمجھے ہوئے تھے۔ قافلہ والے مٹھی بھر مسلمان دیکھکر ڈٹ گئے۔ عبد اللہ نے حملہ کر دیا۔ واقد بن عبد اللہ صحابی کے تیر سے سردار قافلہ عمرو بن الحضرمی

(کفار کا ایک رئیس تھا۔ اور ابوسفیان کے باپ حرب بن امیہ کا ہم عہد تھا) مارا گیا پھر کیا تھا قافلہ میں کھلبلی پڑ گئی۔ حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ (خالد بن ولید کا چچیرا بھائی) یہ دو آدمی گرفتار ہوئے۔ عبداللہ نے مفرورین کے مال پر قبضہ کرلیا۔ تمام اسباب اور قیدی لیکر مدینہ پہنچے۔ رسول کریمؐ نے عبداللہ کو چشم نمائی کی کہ رجب میں جنگ کیوں کی۔ عمرو بن الحضرمی پہلا کافر ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حکم و عثمان پہلے قیدی ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ اس قافلہ کا مال پہلا مال غنیمت ہے جو لشکر اسلام کو حاصل ہوا۔ کفار نے انہی دونوں قیدیوں کے بدلہ میں روپیہ دینا چاہا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ہمارے دو آدمی گم ہوگئے ہیں اگر وہ بخیریت آگئے تو ہم تمہارے آدمیوں کو بلا کسی معاوضہ کے چھوڑ دینگے۔ دو چار دن میں وہ دونوں اصحاب آگئے۔ آپ نے دونوں آدمیوں کو چھوڑ دیا یہ مہربانی دیکھ کر حکم مسلمان ہو گئے۔ یہ سریہ تفتیشی تھا۔ اس کو سریۂ عبداللہ بھی لکھتے ہیں اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ؕ

غزوۂ بدر ۲ھ ۱۷ رمضان غزوۂ ذی العشیرہ کے بیان میں جس قافلہ کا تذکرہ ہوا۔ اب اُس کے شام سے لوٹنے کا زمانہ آیا۔ رسول کریم نے اس قافلہ سے تعرض کا قصد فرمایا۔ ابوسفیان کو بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ واپسی میں مسلمان روپیہ وغیرہ چھین لینگے لہذا ضمضم غفاری کو اجرت ٹھیرا کر ابوجہل کو مکہ میں پیام بھیجا کہ قافلہ کی خیر چاہتے ہو تو مدد کو پہنچو! ابوجہل پہلے ہی سے لڑائی کے لئے بیتاب تھا یہ بہانا اچھا ہاتھ آیا۔ ایک ہزار آدمیوں کا لشکر جرار باساز و سامان فراہم کیا۔ عتبہ بن ربیعہ سپہ سالار بنا۔ مکہ کے تمام رئیس و شریف اس لشکر میں شریک تھے۔ حضرت عباس رسول کریم کے چچا جو اسوقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے وہ بھی تھے ابولہب کسی وجہ سے نہ آسکا۔ مگر اپنا عیوضی بھیجدیا تھا۔ رسول کریم شنبہ کے دن ۱۲ رمضان کو مع تین سو تیرہ بے سرو سامانوں کے جن کے پاس دو گھوڑے ستر اونٹ تھے۔ کسی کے پاس پورے ہتیار نہ تھے سامان رسد نہایت قلیل تھا۔ عمرو بن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کر کے روانہ ہوئے ایک میل چل کر فوج کا جائزہ لیا۔ کم عمر لڑکوں کو واپس کیا۔ جب عمیر بن ابی وقاص سے واپس جانے کو کہا تو یہ رونے لگے۔ مجبوراً رسول کریمؐ نے اُن کو رکھ لیا۔ اُن کے بھائی سعد بن ابی وقاص نے چھوٹے غازی کے ہتیار سجائے۔ بڑا علم سفید تھا علمبردار

مصعب بن عمیر تھے۔ یہی علم مہاجرین کا تھا۔ ایک علم انصار کے قبیلہ خزرج کا تھا جو حباب
بن المنذر کے ہاتھ میں تھا۔ ایک علم انصار کے قبیلہ اوس کا تھا جو سعد بن معاذ کے ہاتھ
میں تھا۔ جب آپ مقام صفرا پر پہنچے تو دو مخبر بسبسہ و عدی آگے بھیجے کہ ابو سفیان کی خبر
لائیں۔ اور آپ صفرا کے دہنی جانب روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ مخبروں نے آکر
بیان کیا کہ ابو سفیان کا قافلہ بدر کے قریب پہنچا چاہتا ہے۔ آپ نے حضرات علی و زبیر و
سعد بن وقاص کو روانہ کیا کہ بدر سے خبر لائیں یہ حضرات قریش کے دو مخبروں کو پکڑ لائے
اُن سے معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر مقام عدوۃ القصویٰ کے ٹیلے کے اسطرف ہے آپ نے
صحابہ سے مشورہ کیا۔ ابو بکر عمر وغیرہ اصحاب نے جان نثاری کا وعدہ کیا۔ مگر آپ باربار
دریافت فرماتے تھے اسپر انصار میں سے سعد بن عبادہ نے کہا یارسول اللہ غالباً آپ کا
روئے سخن ہماری طرف ہے خدا کی قسم آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں مقداد
نے کہا ہم حضرت موسیٰ کی قوم کیطرح یہ نہ کہیں گے (فاذھب انت و ربک فقاتلا
انّا ھھنا قاعدون ہ یعنی اون سے لڑنے کے لئے تو جا اور اپنے خدا کو لے جا ہم تو
یہیں بیٹھے ہیں) ہم لوگ تو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہرطرح لڑینگے۔ آپ یہ
تقریر سن کر بہت خوش ہوئے اور بدر کیطرف کوچ کیا۔ ابو سفیان نے یہ چال چلی کہ اپنے
قافلہ کو بدر کے بائیں جانب بڑھالے گیا اور لشکر اسلام کی زد سے بچ کر نکل گیا صحیفہ پہنچ کر
دم لیا۔ اور ابو جہل کو کہلا بھیجا ہم بچ کر نکل آئے تم واپس آجاؤ۔ مگر ابو جہل زور دل
میں بھرا ہوا تھا اوسنے ایک نہ سنی۔ بنی زہرہ اور بنی عدی کے قبیلوں نے کہا جب ہمارا
قافلہ صحیح سالم آگیا تو اب لڑنیکی کیا ضرورت ہے۔ اوروں نے بھی اون کی ہاں میں ہاں
ملائی ابو جہل نے سب کو بعض طعن کی وہ دونوں قبیلے تو لوٹ گئے باقی لشکر نے آکر بدر میں
قیام کیا۔ (بدر ایک موضع تھا جس کو بدر بن مخلد بن کنانہ نے آباد کیا تھا اور یہاں ایک
کنواں تھا جسکو بدر بن الحارث نے بنایا تھا) کفار نے پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیا۔
اور مسلمانوں کو پانی نہ لینے دیا۔ لشکر اسلام کو سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ اللہ پاک نے
اپنی رحمت سے مینہ برسایا مسلمانوں نے جابجا پانی روک لیا۔ اور اپنے ظروف بھر لئے۔ اس ہی
عنایت کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (وینزل علیکم من السماء ماء یعنی

یعنی تمھارے واسطے آسمان سے مینھ برسایا) جب پانی کے چشموں پر مسلمان قابض ہوئے تو رسول کریم نے فرمایا کہ کسی کافر کو پانی لینے سے نہ روکا جائے۔ چونکہ قافلہ خیریت سے پہنچگیا تھا اور یہی سبب جنگ تھا۔ اس ہی حجت سے دو قبیلہ واپس چلے گئے۔ باقی لشکر میں بھی ایسے آدمی تھے جو لڑائی پر رضامند نہ تھے۔ مگر ابوجہل کی طعن و تشنیع سے مجبور تھے۔ چنانچہ جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالا تو رسول ؐ کریم نے حضرت عمرؓ کو بھیجا کہ ان سے کہو کہ ہمارا تمھارا لڑنا مناسب نہیں۔ اس پیام کو سن کر حکیم بن حزام نے کہا بیشک صحیح ہے اور اوس نے عتبہ سالار لشکر سے کہا کہ قافلہ تو خیر سے نکل گیا۔ اب مسلمانوں کے ذمہ عمرو بن الحضرمی (مقتول سریہ نخلہ) کے قتل کا الزام باقی ہے۔ چونکہ وہ آپ کا حلیف تھا۔ اگر آپ اسکا خون بہا ادا کرکے اس جنگ کو روک دیں تو یہ نیکی آپ کی رہتی دنیا تک یادگار رہیگی۔ عتبہ راضی ہوگیا۔ جب ابوجہل سے مشورہ کیا گیا تو وہ بہت بھڑکا سب کو برا بھلا کہا۔ اور کہا عتبہ نے ہمت ہاری اس لئے اور بھی ڈرتا ہے کہ اسکا بیٹا (ابوحذیفہ) مسلمان ہوگیا ہے کہیں میرے بیٹے پر آنچ نہ آئے۔ اور عمرو بن حضرمی کے بھائی کو بلاکر کہا کہ تیرے بھائی کے قاتل سامنے موجود ہیں تو قوم کو دُھائی دے۔ چنانچہ اُسنے عرب کے دستور کے موافق کپڑے پھاڑ کر واعمرا واعمرا چلّانا شروع کیا۔ جس سے تمام کافروں میں جوش پھیل گیا۔ عتبہ نے جب ابوجہل کی طنز آمیز گفتگو سنی تو ہتیار سجے اور کہا کہ میدان جنگ بتلادیگا کہ کون مرد ہے۔ ادہر ابوسفیان بھی مکہ میں قافلہ پہنچا کر آکر شریک ہوگیا۔ صحابہؓ نے میدان جنگ میں رسول ؐ کریم کے بیٹھنے کے لئے عریش (منڈف) بنادیا تھا۔ کفار نے عمرو بن وہب جمحی کو بھیجا کہ لشکر اسلام کا اندازہ لگائے اوس نے گھوڑے پر سوار ہوکر لشکر اسلام کے گرد چکر لگا کر کہا تقریباً تین سو آدمی ہیں۔ ۱۹ ر رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت فریقین نے صف آرائی شروع کی۔ رسول کریم کے ہاتھ میں ایک تیر تھا۔ آپ اُس کے اشارے سے ترتیب صفوف کرا رہے تھے۔ اول لشکر کفار سے عامر حضرمی میدان میں آکر طالب مبارز ہوا۔ مہجع حضرت عمرؓ کے غلام اُس کے مقابلہ کو نکلے اور شہید ہوئے۔ پھر لشکر کفار سے اسود بن عبدالاسد مخزومی نکلا عم رسول ؐ حضرت

حمزہؓ نے اسے مار کر گرا دیا۔ عتبہ سپہ سالار کفار اگرچہ صلح پر مائل تھا مگر ابو جہل کے طعن سے غصہ میں بھرا ہوا تھا۔ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کئے۔ لشکر اسلام سے عوف۔ معاذ۔ عبد اللہ بن رواحہ نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم انصار ہیں۔ عتبہ نے کہا ہم کو تم سے غرض نہیں اور پکار کر کہا محمدؐ یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ حضورؐ نے انصار سے فرمایا ہٹ جاؤ۔ وہ ہٹ گئے۔ ان کی جگہ علیؓ مرتضےٰ۔ حمزہؓ۔ عبیدہؓ بن حارث بن عبد المطلب پہنچے۔ عتبہ نے کہا ہاں اب ہمارا جوڑ ٹھیک ہے۔ عتبہ کو حمزہ نے۔ ولید کو علی مرتضےٰ نے قتل کیا۔ عبیدہ خود بھی زخمی ہوئے اور اپنے مقابل کو بھی زخمی کیا۔ علی مرتضیٰ نے اپنے مقابل کا کام تمام کر کے شیبہ کے بھی دو ٹکڑے کر دئے اور عبیدہ کو میدان جنگ سے اٹھا لائے۔ اس کے بعد عبیدہ بن سعید بن العاص سر سے پیر تک لوہے میں ڈوبا ہوا صف کفار سے للکارتا ہوا نکلا کہ میں ابو کرش ہوں زبیر بن العوام اس کے مقابلہ کو نکلے۔ چونکہ وہ سرتاپا غرق آہن تھا اور آنکھوں کے سوا کوئی جگہ کھلی ہوئی نہ تھی زبیرؓ نے تاک کر برچھی آنکھ میں ماری وہ زمین پر گرا اور مر گیا۔ برچھی آنکھ میں اسطرح پیوست ہو گئی تھی کہ حضرت زبیر نے اس کی لاش پر پاؤں اڑا کر برچھی کو نکالا تو بڑی مشکل سے نکلی لیکن دونوں سرے خم ہو گئے۔ ایسا عجیب و غریب منظر بھی چشم عالم نے نہ دیکھا ہوگا کہ خدا کے حکم کے سامنے رسولؐ کی محبت میں سارے رشتے ناتے منقطع تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے عبد الرحمٰن (اسوقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے) لشکر کفار سے نکلے تو ابو بکرؓ صدیق تلوار سونت کر جا پہنچے عبد الرحمٰن بھاگ گئے عتبہ میدان میں آیا تو ابو حذیفہ بن عتبہ بڑھے مگر رسول کریم نے روکا۔ حضرت عمرؓ کی تلوار ماموں کے خون سے رنگین تھی۔ غرض کفار نے جب اپنے چار سرداروں کی لاشیں پڑی دیکھیں تو انسے نہ رہا گیا۔ اور نہایت بے جگری سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اب گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ ابو جہل نے اپنے قبیلہ کو لیکر مسلمانوں کو نرغہ میں کر لیا۔ یہ دیکھ کر رسول کریم بے تابانہ سجدے میں گر کر دعائیں کرنے لگے اور بھرائی ہوئی آواز میں گڑگڑا کر کہا خدایا! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت مسلمانوں کی کٹ گئی تو تو قیامت تک نہ پوجا جائیگا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا حضورؐ آپ کیوں مضطرب ہوتے ہیں اللہ پاک نے آپ سے

فتح کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور آپ کو فتح دیگا۔ آپ روحانی تسکین کے ساتھ یہ آیت پڑھتے ہوئے اُٹھے (سیھزم الجمع و یولون الدبر یعنی یہ فوج مار کر بھاگیگی) حضرات علیؓ و حمزہؓ۔ زبیرؓ۔ ابو دجانہؓ جلالِ الٰہی کی مجسم تصویریں بن کر دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے۔ اور بڑے بڑے سورماؤں کو چن چن کر مارنا شروع کیا اس ہی گرما گرمی کے وقت رسول کریم نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر کافروں کی طرف پھینک کر فرمایا۔ (شاھت الوجوہ) یعنی بگڑ گئے یہ چہرے) عبدالرحمٰن بن عوف سے میدانِ جنگ میں دو لڑکوں نے جنکے نام معاذ بن عمرو اور معاذ بن حارث برادر معوذ بن حارث (ان دونوں کی ماں ایک تھی عفرا نام۔ باپ دونوں کے علیحدہ تھے) تھے دریافت کیا ابوجہل کون سا ہے حضرت عبدالرحمٰن نے کہا یہ جو گھوڑا کُدا تا پھرتا ہے یہ ابوجہل ہے۔ بس اُن دونوں نے جھپٹ کر ابوجہل کو جا لیا۔ اور تھوڑی دیر میں گرا دیا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے پیچھے سے آکر معاذ کے بائیں شانے پر تلوار ماری۔ بازو کٹ گیا مگر تسمہ لگا رہا۔ پر وہ اس ہی حالت میں لڑتے رہے لیکن کٹا ہوا لٹکتا ہاتھ حارج ہوتا تھا اونھوں نے پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچا۔ تسمہ بھی الگ ہو گیا اب یہ بے تکلف لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے آخر کافروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور بدحواس ہو کر بھاگے ستر کافر مارے گئے ستر پکڑے گئے رسول کریم نے فرمایا کوئی ہے جو ابوجہل کی خبر لائے۔ عبداللہ بن مسعود نے جا کر دیکھا تو زخمی پڑا ہوا دم توڑ رہا تھا۔ انہوں نے کہا تو ابوجہل ہے اُس نے کہا کاش مجھے کسانوں نے نہ مارا ہوتا (اہل مدینہ زراعت پیشہ تھے اہل مکہ ان کو حقیر سمجھتے تھے) ابوجہل نے ایک دفعہ عبداللہ بن مسعود کے تھپڑ مارا تھا۔ اُنہوں نے اب اُس کی گردن پر پیر رکھا تو اوسنے کہا او بکری چرانے والے دیکھ تو کہاں پاؤں رکھتا ہے۔ جب عبداللہ نے اُس کا سر کاٹنے کا قصد کیا تو اُس نے کہا کہ میرا سر شانوں سے ملا کر کاٹنا۔ تاکہ سب سے بلند معلوم ہو۔ عبداللہ اُس کا سر کاٹ کر لائے اور رسول کریم کے قدموں پر ڈال دیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر حضورؐ نے کفار کے لاشوں کو دفن کرا دیا۔ قیدیوں کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ دیجائے چنانچہ صحابۂ کرام خود بھوکے رہے اور اُن کو کھانا کھلایا۔ خود پیدل چلے اون کو اونٹوں پر سوار کرایا۔ آخر قیدیوں سے زر فدیہ

لیکر اون کو رہا کیا گیا۔ جو غریب تھے اون کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ بعض سے یہ وعدہ لیکر چھوڑ دیا کہ آیندہ مسلمانوں کے خلاف تلوار نہ اُٹھائینگے۔ بعض سے یہ ٹھیرالیا کہ دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو آزاد ہیں۔ جب اس شکست کی خبر مکہ پہنچی تو ہر گھر ماتم کدہ ہوگیا۔ ابولہب اسی صدمہ سے ایک ہفتہ بیمار رہ کر مر گیا۔ اس غزوہ کا ذکر قرآن مجید میں بہت ہے (لقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ یعنی تم کو خدا نے بدر میں فتح دی حالانکہ تم کمزور تھے۔) اس غزوہ کو بدر العظمٰی اور بدر القتال۔ بدر الفتح بھی لکھتے ہیں۔ یہ غزوہ ہجومی تھا۔

غزوۂ قرقرۃ الکدر ۲ھ ذیقعدہ } بنی سلیم و غطفان نے اجتماع کر کے مدینہ کا قصد کیا۔ آنحضرتؐ نے خبر پاکر عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کیا۔ اور روانہ ہوئے۔ علمبردار حضرت علیؓ تھے۔ قرقرۃ الکدر (قرقرۃ الکدر ایک تالاب ہے معدن بنی سلیم میں) تک پہنچے تھے کہ دشمن خبر پاکر منتشر ہوگئے۔ یہ غزوہ دفاعی تھا اس کو غزوۂ قرقری بھی لکھتے ہیں۔ بعض نے اس کو غزوۂ بنی سلیم بھی لکھا ہے۔ مگر غزوۂ بنی سلیم دراصل غزوۂ بحران کا نام ہے۔

غزوۂ سویق ۲ھ ذی الحجہ } بدر سے زخمی ہو کر بھاگتے ہوئے ابوسفیان نے منت مانی تھی کہ جبتک مدینہ پر حملہ نکرونگا غسل نہ کرونگا۔ اس منت کو پورا کرنے کیلئے دو سو آدمی لیکر مدینہ کے قریب آیا۔ اور رات کو چھپ کر یہود بنی قریظہ کے سردار سلام بن مشکم کے یہاں ٹھیرا۔ کھانا وغیرہ کھایا۔ اوس سے حالات معلوم کر کے تڑکا ہوتے ہی ناحیہ عریض میں (مدینہ سے تین میل) معبد بن عروس انصاری اور اون کے ایک مزدور کو قتل کیا۔ باغ میں آگ لگادی۔ رسول کریمؐ خبر ہونے پر ابولبابہ بن عبدالمنذر عمری کو مدینہ میں خلیفہ کر کے روانہ ہوئے۔ مگر ابوسفیان بھاگ چکا تھا۔ اور راستہ میں بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اپنی رسد ستو کے بورے پھینکتا گیا۔ عربی میں ستو کو سویق کہتے ہیں اس لئے اس کو غزوۃ السویق کہتے ہیں۔ اس سفر میں رسول کریمؐ کے پانچ دن صرف ہوئے۔ آپ نے مقام کدر تک تعاقب کیا۔ اس لئے اس کو غزوہ قرقرۃ الکدر ثانی بھی لکھتے ہیں۔ یہ غزوہ دفاعی تھا۔

سنہ ۴ھ

غزوۂ ذات الرّقاع اوّل یا انمار محرم

بنی محارب وثعلبہ وغیرہ نے (ارض نجد) اجتماع کیا کہ مدینہ پر حملہ کریں۔ خبر پہونچنے پر رسول کریم حضرت عثمان رضؓ کو مدینہ میں خلیفہ کرکے مع چارسو اصحاب روانہ ہوئے کوہ ذات الرقاع تک تشریف لیگئے۔ (اس پہاڑی کو ذات الرقاع اس لیے کہتے تھے کہ اس کے پتھر مختلف رنگوں کے تھے۔ مقام نخیل کے قریب مقامات سعد ونقرہ کے درمیان) دشمن پہاڑوں پر مجتمع تھے لشکر اسلام نے ڈیرے ڈالے۔ یہ خیال تھا کہ مبادا دشمن نماز پڑھتے میں حملہ کرے کہ صلوٰۃ الخوف کا نزول ہوا۔ یہ پہلی مرتبہ صلوٰۃ الخوف پڑھی گئی۔ (رسول کریمؐ نے چند بار صلوٰۃ الخوف پڑھی ہے اور کئی مہمات میں صلوٰۃ الخوف پڑھی گئی ہے) دشمن منتشر ہوگئے۔ واپسی میں ایک مقام پر لشکر اسلام نے قیام کیا۔ رسول کریم سب سے علیحدہ ایک درخت کے نیچے تنہا سوگئے اور اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکا دی۔ ایک کافر پہاڑی پر سے آپ کو اکیلا سوتا دیکھ کر آیا اور آپکی تلوار لیکر کہا۔ محمدؐ! اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچاسکتا ہے۔ آپ نے نہایت وقار و متانت سے فرمایا اللہ۔ اس نام پاک کو سن کر اُسکے دل پر ایسی ہیبت چھائی کہ بدن کانپنے لگا۔ تلوار ہاتھ سے گرگئی۔ رسول کریمؐ نے تلوار اٹھاکر کہا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائیگا۔ اُسنے نہایت حسرت کے لہجے میں کہا کوئی نہیں۔ آپ نے تلوار اُس کی طرف پھینکدی اور فرمایا رحم مجھ سے سیکھ یہ کرم دیکھ کر وہ مشرف باسلام ہوا۔ اسکا نام دعثور بن حارث تھا (غورث بن حارث بھی لکھا ہے ممکن ہے ایک نام اور ایک لقب ہو) اس غزوہ کو غزوۂ ذی امر وغزوہ انمار وغزوۂ غطفان بھی کہتے ہیں بعض نے غزوۂ ذی القصہ وغزوہ نجد بھی لکھا ہے۔ یہ غزوہ بنی ثعلبہ و غطفان سے تھا (محارب حفصہ کے اولاد تھے اور حفصہ بنی ثعلبہ کی اولاد تھے غطفان و محارب چچا زاد بھائی تھے) یہ غزوہ دفاعی تھا۔ اس میں جنگ نہیں ہوئی۔ اس غزوہ کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ یہ ذات الرقاع ہے یا نہیں بخاری باب المغازی میں قاسم بن محمدؐ کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم نے نجد کیطرف جہاد کیا۔ واپسی میں ایک درخت کے نیچے

سولئے (آگے وعثور والاقصہ) اس ہی باب میں یحییٰ بن کثیر کی حدیث ہے کہ ہم ذات الرقاع میں حضرت کے ساتھ تھے۔ (آگے وعثور والاقصہ) رسول کریم نے صلوٰۃ الخوف پڑھی یہ لڑائی محارب وحفصہ کے لوگوں سے تھی۔ ان تینوں روایتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی غزوہ ذات الرقاع ہے ایک حدیث ابی موسیٰ اشعری کی ہے کہ ہم نے رسول مقبول کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں صلوٰۃ الخوف چونکہ ابوموسیٰ اشعری غزوہ خیبر کے بعد رسول کریم کے پاس آئے اس لئے یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع غزوہ خیبر کے بعد ہوا اور اس ہی اشکال کے باعث سے مصنفین میں اس کے سن وقوع کے متعلق اختلاف ہوگیا ہے لیکن یہ اختلاف اسوقت رفع ہوجاتا ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ غزوہ ذات الرقاع دو دفعہ واقع ہوا (اکلیل) اس غزوہ کا ذکر اشارۃً قرآن مجید میں ہے (یا ایہا الذین امنوا ذکروا نعمت اللہ علیکم اذھم قوم یعنی مسلمانوں خدا کی اُس عنایت کو یاد کرو جب ایک گروہ نے تم پر ہاتھ ڈالنا چاہا تو خدا نے اون کے ہاتھ کو روک دیا) اس سفر میں رسول کریم کے (۱۵) دن صرف ہوئے۔

غزوہ بحران ربیع الاول بنی سلیم کے اجتماع کی خبر پا کر ابن مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کرکے رسول کریم روانہ ہوئے حضور کی آمد کو سن کر دشمن منتشر ہوگیا۔ یہ غزوہ دفاعی تھا۔ بحران ناحیہ فرع میں مدینہ سے آٹھ میل ہے۔ اس کو غزوہ بنی سلیم و غزوہ فرع بھی لکھتے ہیں

سریہ محمد بن مسلمہ ربیع الاول کعب بن اشرف ایک یہودی رئیس و شاعر تھا۔ رسول کریم کی ہجو لکھا کرتا تھا۔ پھر اس نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ مسلمان عورتوں کے نام کے ساتھ عاشقانہ اشعار لکھنے شروع کئے۔ کفار مکہ کی مدد کرتا تھا۔ اس نے ایک سازش کی کہ دعوت میں رسول کریم کو زہر دیا جائے لیکن وہ راز فاش ہوگیا اس کی ان تمام بداعمالیوں پر نظر کرکے رسول کریم نے محمد بن مسلمہ کو اسکے قتل کا حکم دیا۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھ ابونائلہ (کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی ان کا نام ملکان بن سلامہ بھی لکھا ہے) ابوعیسیٰ بن جبیر۔ حارث بن اوس۔ عباد بن بشیر کو بھی ساتھ لیا۔ محمد بن مسلمہ کے رات کے وقت جاکر اس سے حکمت عملی کی باتیں کیں ۔ اور باتوں باتوں میں لگاکر

اوس کو اوس کے قلعہ سے ذرا دور ہٹا لائے۔ اور وہاں اوس کو قتل کر دیا۔ یہ سریہ تادیبی تھا۔

سریہ قردہ (ربیع الثانی) قریش نے اپنے قافلوں کا راستہ بدلا۔ اور ایک بڑا قافلہ (اوس راستہ کو جو شام کو مدینہ سے جانب مشرق ہٹ کر نجد میں ہو کر عراق میں جاتا ہے) روانہ ہوا۔ رسول کریم نے سو آدمی زیر کمان زید بن حارثہ۔ روانہ کئے۔ زید نے قافلہ کو قردہ (نجد کا ایک چشمہ ہے زبدہ وغیرہ کے) پر جا لیا۔ خفیف جنگ کے بعد زید کامیاب ہوئے اس کو سریۂ زید بن حارثہ بھی کہتے ہیں یہ سریہ ہجومی تھا۔

غزوۂ قنیقاع (جمادی الآخر) ایک مسلمان انصاری عورت یہودیوں کے بازار میں ایک یہودی سنار کی دوکان پر گئی۔ یہودیوں نے اس کی بے حرمتی کرنیکا ارادہ کیا۔ ایک مسلمان آ گیا اوسنے اُس عورت کی حمایت کی۔ اس پر سنار اور یہودی اس مسلمان پر ٹوٹ پڑے۔ مسلمان شہید ہو گیا۔ جب رسول کریم کو خبر ہوئی تو یہودیوں کے پاس گئے اور اون سے اس معاملہ کی شکایت کی کہ ہمارے تمھارے درمیان معاہدہ ہے۔ پھر ایسی صورت کیوں واقع ہوئی۔ اسپر یہودیوں نے سخت کلامی کی۔ اور معاہدہ چاک کر دیا۔ رسول کریم نے مدینہ میں ابولبابہ بن عبدالمنذر کو خلیفہ کیا۔ اور ایک جماعت اصحاب کو لیکر روانہ ہوئے۔ علم سفید تھا خبردار حضرت حمزہ تھے۔ یہود قلعہ بند ہو گئے آپ نے محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دن محاصرہ کے بعد اس امر پر صلح ٹھیری کہ رسول کریم جو کچھ اُن کے متعلق تجویز فرمائیں گے یہود اس کو منظور کرینگے۔ لیکن یہود کے حلیف عبداللہ بن ابی نے یہ درخواست کی کہ اونکو مدینہ سے جلاوطن کیا جائے۔ رسول کریم نے منظور فرما لیا۔ اور یہود اذرعات (علاقۂ شام) کو جلاوطن کر دئے گئے۔ یہ سات سو آدمی تھے۔ تین سو ان میں زرہ پوش تھے یہ غزوہ انتقامی تھا اسکا ذکر قرآن مجید میں ہے (وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ یعنی اے نبی اگر تجھ کو خوف ہے اُس قوم سے جسنے خیانت کی ہو تو اونکا عہد براہ انصاف اون کو لوٹا دے اللہ خیانت کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا)۔

غزوۂ احد۔ شوال) غزوہ ذی العشیرہ و بدر میں جس مال کا تذکرہ

ہو چکا ہے چونکہ قافلہ صحیح سالم نکلگیا تھا۔ اور جنگِ بدر میں قریش کو شکست ہوئی تھی اُس مال کا منافعہ ابتک جمع تھا۔ جن لوگوں کے عزیز و اقارب جنگ بدر میں مارے گئے تھے اونہوں نے مشورہ کر کے عبداللہ بن ابی ربیعہ و عکرمہ بن ابی جہل کو ابو سفیان کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ جنگ بدر کا انتقام لینا چاہئے اور یہ روپیہ اوس میں صرف کیا جائے ابو سفیان خوشی خوشی راضی ہوگیا لیکن بدر میں مسلمانوں کا لوہا مان چکا تھا۔ اب مقابلہ کے لئے بڑے ساز و سامان اور بھیڑ بھاڑ کی ضرورت تھی۔ اس غرض کے پورا کرنے کیلئے دو شاعر عمرو جحمی (یہ غزوۂ بدر میں گرفتار ہوا تھا۔ رسول کریمؐ نے غریب دیکھکر یہ وعدہ لیکر چھوڑ دیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف کوئی حرکت نہ کریگا) اور مسافع مقرر کئے گئے کہ یہ تمام قبائل میں دورہ کر کے ان کو بھڑکا دیں چنانچہ بنی ثقیف اور بنی کنانہ اور بہت سے قبائل اکھٹے ہو کر تین ہزار کا مجمع ہوگیا اوس زمانہ میں لڑائی میں ثابت قدمی کا ذریعہ عورتیں تھیں چنانچہ شرفا اور رؤساء قریش کی عورتیں لشکر کے آگے آگے ہوئیں۔ دینی حرارت سے آتش جنگ کو مشتعل کرنے کیلئے اونٹ پر ہبل بت رکھ لیا۔ اس انداز سے اس لشکر نے چہارشنبہ کو مدینہ کے قریب پہنچکر احد پہاڑ (مدینہ سے ایک کوس) پر پڑاؤ ڈالا۔ رسول کریمؐ نے حباب بن منذر کو بھیجا کہ دشمن کی فوج کا تخمینہ کر کے لائیں اور شہر کے ہر طرف پہرے بٹھلا دئے۔ رسول کریمؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ ایک یہ رائے ہوئی کہ شہر میں پناہ گیر ہو کر مقابلہ کیا جائے اس ہی رائے کی طرف رسول کریمؐ کا میلان طبع تھا لیکن بعض نوجوان اصحاب نے بڑے زور و شور سے اصرار کیا کہ شہر سے باہر مقابلہ کیا جائے اون کا اصرار دیکھ کر رسول کریمؐ گھر میں تشریف لیگئے اور ہتیار سجکر باہر تشریف لائے ان اصرار کرنیوالوں کو آپکے اندر جانیکے بعد افسوس ہوا کہ ہمنے خلاف مزاج رسول کریمؐ کیوں اصرار کیا۔ جب آپ باہر آئے تو یہ لوگ کہنے لگے کہ اگر حضورؐ کی مرضی نہیں ہے تو باہر نہ جائے شہر ہی میں رہ کر جنگ کیجئے آپ نے فرمایا پیغمبر جب سلاح جنگ بدن پر لگائے تو اسکو روا نہیں کہ قبل جنگ بغیر حکم الٰہی ہتیار کھولے اب میں ہتیار نہ اتارونگا۔ اگر تم ثابت قدم رہوگے تو فتح پاؤگے۔ غرض بعد نماز جمعہ ایک ہزار صحابہؓ کے ساتھ آپ شہر سے نکلے۔ مدینہ میں عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ کیا اس جماعت اسلام میں سے عبداللہ بن ابی منافق اپنے تین سو آدمی لیکر پھر آیا کہ رسول کریمؐ نے

میری رائے کیوں نہ مانی۔ اب صرف سات سو اصحاب رہ گئے شہر سے باہر آکر آپ نے فوج کا جائزہ لیا۔ اور کم سن بچوں کو مثل عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت واپس کر دیا۔ لیکن جاں نثاری کا یہ شوق تھا کہ کم عمروں میں جب رافع بن خدیج کو نکالنے لگے تو وہ پیر کے انگھوٹوں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے تاکہ قد اونچا معلوم ہو یہ ترکیب اُن کی چل گئی تو اُن کے ہمعصر سمرۃ نام آئے اونھوں نے یہ دلیل پیش کی کہ میں رافع کو کشتی میں پچھاڑ لیتا ہوں جب اون کو لیا ہے تو مجھ کو بھی لینا چاہیئے۔ چنانچہ دونوں کی کشتی کرائی گئی۔ سمرۃ نے رافع کو دے مارا یہ بھی رکھ لئے گئے کافروں کا لشکر صف آرائی کرکے اس شان سے بڑھا کہ میمنہ پر خالد بن ولید افسر ہوئے میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل سواروں پر صفوان بن امیہ تیر اندازوں پر عبداللہ بن ابی ربیعہ علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ کل تعداد تین ہزار ان میں سات سو زرہ پوش تھے تین ہزار اونٹ دو سو کوتل گھوڑے تھے۔ چودہ عورتیں بسر کردگی ہند زوجۂ ابوسفیان آگے آگے دف بجاتی گاتی جاتی تھیں۔

نحن بنات الطارق | نمشی علی النمارق
ان تغلبوا العانق | او تدبروا النفارق

(ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں۔ اگر تم آگے بڑھ کر لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے۔ اگر پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گے) سب سے آگے ایک اونٹ پر اون کا معبود ہبل بت تھا۔

وحشی جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی اور ہند زوجۂ ابوسفیان کا باپ عتبہ بن ربیعہ جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اس لئے جبیر اور ہند دونوں حضرت حمزہ کی شہادت کے متمنی تھے ان دونوں نے وحشی سے کہا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کر دیگا تو تجھ کو آزاد کر دیا جائیگا اور بہت سا مال دیا جائیگا۔

لشکر اسلام کی یہ شان تھی کہ کل سات سو آدمی ان میں سو زرہ پوش باقی چھ سو ادھورے سامان والے۔ رسولِ کریم نے کوہ احد کو پشت پر رکھ کر صف آرائی کی قبیلہ اوس کا علم اسید بن حضیر اور قبیلہ خزرج کا علم حباب بن المنذر کے پاس تھا

مہاجرین کا علم علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں تھا رسالہ کے افسر زبیر بن العوام غیر زرہ پوشون
کے افسر حمزہ۔ پشت کی طرف ایک گھاٹی تھی اس خیال سے کہ دشمن ادہر کو آکر
پیچھے سے حملہ نہ کرے پچاس تیرانداز بسرکردگی عبداللہ بن جبیر تعینات کیے گئے۔
اور اون کو تاکید کردیگئی تھی کہ کسی حالت میں اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ لڑائی کا آغاز
اس طرح ہوا کہ لشکر کفار سے ابوعامر راہب (اسلام سے پہلے یہ مدینہ میں بڑا بزرگ
سمجھا جاتا تھا اب مدینہ چھوڑکر مکہ میں آباد ہوگیا تھا۔ اسکا یہ خیال تھا کہ اگر اہل مدینہ
مجھ کو میدان جنگ میں دیکھیں گے تو محمدؐ کو چھوڑکر میری طرف آجائینگے اس کے بیٹے
حنظلہ مسلمان ہوچکے تھے وہ لشکر اسلام میں تھے۔) سب سے پہلے لشکر سے باہر آکر پکارا
مدینہ والو مجھ کو پہچانتے ہو میں ابوعامر ہوں۔ انصار نے کہا او کافر! ہم تجھ کو پہچانتے
ہیں خدا تیری آرزو پوری نہ کرے۔ اس کے بعد علمبردار کفار طلحہ میدان میں آیا اور
للکار کر بولا مسلمانوں کوئی ہے تم میں جو یا تو مجھ کو دوزخ میں جلد پہنچادے یا میرے
ہاتھ سے خود بہشت میں جاوے (یہ طنز کے طور پر کہا) حضرت علی نے صف سے نکل کر
کہا میں ہوں یہ کہکر تلوار ماری ایک ہی وار میں طلحہ کی لاش زمین پر تھی پھر اس کا
بیٹا نکلا حضرت حمزہؓ نے اسکو قتل کیا۔ اسکے بعد عام جنگ شروع ہوگئی آنحضرت نے اپنے دست
مبارک میں تلوار لیکر فرمایا کون اسکا حق ادا کرتا ہے اس سعادت کیلئے بہت سے ہاتھ
بڑھے لیکن یہ افتخار ابودجانہ کے نصیب میں تھا۔ رسول کریم نے تلوار اون کے ہاتھ میں
دیدی یہ سر پر سرخ رومال باندھکر اکڑتے اتراتے چلے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ چال خدا کو
سخت ناپسند ہے مگر اس موقع پر پسند ہے ادہر تو ابودجانہ رسول کریم سے تلوار لیکر دشمن کی
صفوں میں گھسے ادہر حمزہ اور علی نے صفیں چیرکر لاشوں پر لاشیں گرانی شروع کیں
ابودجانہ مارتے کاٹتے ہوئے قلب لشکر کفار تک پہنچ گئے۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان ملی اسکے
سر پر تلوار رکھکر اٹھالی کہ رسول کریم کی تلوار عورت پر نہیں آزمائی جاسکتی۔ ابوعامر
کافروں کی طرف سے لڑرہا تھا۔ اسکے بیٹے حنظلہ نے آنحضرت سے باپ کے مقابلہ میں
جانیکی اجازت چاہی۔ آپکو یہ گوارا نہ ہوا کہ بیٹا باپ پر تلوار اٹھائے۔ کفار کے علمبردار
کٹ کٹ کر گرتے تھے مگر علم کو نہیں گرنے دیتے تھے ایک کے گرنے سے پہلے دوسرا علم سنبھال لیتا

ایک کافر صواب نام نے علم سنبھالا ایک مسلمان نے ایسا وار کیا کہ ایک ساتھ دونوں ہاتھ کٹ گئے علم زمین پر گر گیا۔ اوسنے زمین پر گر کر علم کو سینے کے نیچے دبا لیا۔ اور یہ کہتا ہوا مارا گیا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب علم خاک پر پڑا تھا کہ ایک کافرہ عورت (عمرۃ بنت علقمہ) نے اٹھا کر بلند کیا علم کو دیکھ کر قریش کی ہمت بڑھی پانوں جمے لیکن صحابہ رضؓ کرام کے شیرانہ حملوں کی تاب نہ لاسکے اور مرد و عورت سب بدحواس ہوکر بھاگے میدان جنگ صاف ہوگیا مسلمانوں نے سامانِ رسد وغیرہ کی لوٹ شروع کر دی فتح اور لوٹ دیکھکر گھاٹی کے محافظ تیر انداز ادہر کو دوڑے عبداللہ بن جبیر نے بہت روکا مگر کوئی نہ رکا صرف دس آدمی رہ گئے خالد بن ولید لشکر کفار کو لیکر راستہ کاٹکر اس ہی درہ پر آئے عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا آخر سب شہید ہوگئے اب یہ لشکر پیچھے سے مسلمانوں پر لوٹ پڑا مسلمانوں میں گھبراہٹ پھیل گئی حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار چلاتے اور کافروں کو مارتے چلے جاتے تھے۔ وحشی ان کی تاک میں تھا۔ حمزہؓ وحشی کی طرف بڑھے تو وہ بھاگا اور کترا کر ایک پتھر کی آڑ میں چھپ رہا جب حمزہؓ اس پتھر کی برابر آئے اوسنے دستی نیزہ (حربہ) پھینک کر مارا وہ ناف سے پار ہوگیا حمزہؓ اسکی طرف بڑھے مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور روحِ مبارک پرواز کر گئی وحشی نے ہندہ کو خبر کی اوسنے آکر آپکے ناک کان کاٹکر اون کا ہار بنا کر پہنا اور پیٹ چیر کر جگر نکالکر دانتوں سے چبایا (عرب میں اسکو مثلہ کرنا کہتے ہیں) ادہر حضرت مصعب بن عمیر شہید ہوئے وہ رسول کریمؐ کے مشابہ تھے انکو شہید کرکے ابن قمیہ نے غل مچا دیا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا اس آواز سے مسلمانوں کے چھکے چھوٹ گئے جو جہاں تھا وہیں گھر کر رہ گیا یا بھاگا صرف صرف گیارہ جان باز جن میں ابوبکر، عمر، طلحہ، اسید بن حضیر۔ وغیرہ تھے قایم رہے۔

انس بن نضر نے جب سُنا کہ رسول کریمؐ شہید ہوگئے تو یہ کہکر تلوار لیکر دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے کہ اب ہم زندہ رہکر کیا کرینگے اور بہتوں کو واصل جہنم کرکے جام شہادت نوش کیا جب انکی لاش دیکھی گئی تو تیر و تلوار کے اسی سے زیادہ زخم تھے کوئی نہ پہچان سکا ان کی بہن نے انگلی دیکھکر لاش پہچانی تھی مسلمانوں میں ایسی گھبراہٹ پھیل گئی تھی کہ اپنے پرائے کی پہچان بھی نہ رہی تھی بعض آپس میں گتہ گئے

اسید بن حضیر اور ابو بردہ خود مسلمانوں کے ہاتھ سے زخمی ہوئے حضرت حذیفہ کے والد حضرت یمان اس ہی بدحواسی میں مسلمانوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے الدم خدا جانے کیا سمجھکر مسلمانوں نے ان پر تلواریں برسانی شروع کردیں اونکے بیٹے حذیفہ کہتے رہے میرے باپ ہیں مگر کون سنتا تھا وہ شہید ہوگئے تو حضرت حذیفہ نے ایثار کے لہجہ میں کہا مسلمانوں خدا تم کو معاف کرے اس نازک وقت میں کہ ہر طرف سے یہی آواز آرہی تھی کہ رسول کریم شہید ہوگئے" اور مسلمان انصار و مہاجر خاک و خون میں لوٹ رہے تھے حضرت عائشہ اور ام سلیم (انس بن مالک کی والدہ) مشکیں کندہوں پر لادے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ ناگاہ کعب بن مالک صحابی کی نظر آنحضرت پر پڑی یہ خوشی سے چلا اٹھے مسلمانو! رسول کریم زندہ ہیں یہ ہیں یہ جملہ سُننا تھا کہ چاروں طرف سے مسلمان دوڑ پڑے مگر ساتھ ہی کفار نے بھی تمام زور اس ہی رخ پر دیدیا عبداللہ بن شہاب زہری عتبہ بن ابی وقاص ابن قمیہ لیثی ابی بن خلف جمحی عبداللہ بن حمید اسدی ان پانچ کافروں نے عہد کیا کہ جسطرح بنے آج رسول کریم کا خاتمہ کردو۔ الدم سے یہ پانچوں ادہر کو ٹوٹ پڑے اور تابڑ توڑ حملے شروع کردے ایک صحابیہ ام عمارہ (نسیبہ نام تھا) نے جب دیکھا کہ رسول کریم پر حملے ہورہے ہیں زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں مشک پھینک تلوار لیکر کافروں سے لڑنے لگیں اور کئی زخم کھائے رسول کریم نے فرمایا آج کون مجھ پر جان دیتا ہے زیاد بن سکن سات انصاریوں کو لیکر بڑہے ایک ایک جانباز لڑ لڑ کر شہید ہوگیا ۔

عجب رسمے بنا کردند غلطیدن بخاک و خوں ؛ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

زیاد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آنحضرت نے حکمدیا کہ انکی لاش ہمارے پاس لاؤ۔ لوگ اٹھا لائے کچھ کچھ جان باقی تھی۔ قدموں پر منہ رکھدیا اور اس ہی حالت میں جان دیدی ۔

بچہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندی ؛ کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

سر بوقت ذبح اپنا اُسکے زیر پائے ہے ؛ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

سعد بن ربیع شہید جس وقت دم توڑ رہے تھے تو ایک مسلمان سے کہا کہ میری طرف سے رسول کریم سے عرض کرنا کہ اللہ تعالے آپکو وہ بہترین جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو امت کی ہدایت پر ندیگئی ہو اور قوم کو میری طرف سے پیغام دینا کہ جبتک ایک

جھپکنے والی آنکھ بھی تم میں سے باقی رہے اس وقت تک اگر دشمن رسول کریم تک پہنچ گیا تو خدا کے حضور میں تم کوئی عذر نہ پیش کر سکو گے ۔۔ ابن قمیہ ڈراتا ہوا آگے بڑھا اور پتھر مارا جو چہرہ مبارک پر لگا ۔ خود کا حلقہ چہرہ میں گھس گیا دوسرا پتھر عتبہ نے مارا آپ کے دو دانت شہید ہوگئے ۔ نبی نے اپنی امت کے گناہوں کی یہ قیمت دیدی ۔ جنگ احد میں دو دندان تو نے اس صدمہ سے جس جگہ آپ کھڑے تھے پیچھے ایک گڑھا تھا آپ اوس میں گر گئے آپ نے اوٹھکر باہر آنا چاہا مگر ضعف کے باعث اوپر نہ چڑھ سکے حضرت طلحہ نیچے بیٹھ گئے آپ اُن کے کندھوں پر پاؤں رکھکر چڑھے ابی بن خلف گھوڑا کودتا ہوا آیا کہ حضور پر وار کرے صحابہ نے روکنا چاہا آنحضرت نے فرمایا آنے دو جب وہ قریب آیا تو آپ نے ایک صحابی کا تیر لیکر اُسکی گردن میں چبھو دیا زخم تو ہلکا ہی تھا گویا ایک خراش تھا مگر وہ چلاتا ہوا بھاگا اور چیختے چیختے واصل جہنم ہوا یہی ایک بدنصیب تھا جو رسول کریم کے ہاتھ سے زخم کھاکر مرا ورنہ آپ نے عمر بھر کسی کو نہیں مارا ۔ مہاجرین میں سے ابوبکر علی عبدالرحمن بن عوف زبیر سعد بن وقاص طلحہ ابو عبیدہ ۔ انصار میں سے ابو دجانہ عاصم اسید بن حضیر حباب بن المنذر سہیل سعد بن معاذ حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ چودہ اصحاب رسول کریم کے گرد تھے ۔ رسول کریم پر ایک کافر نے تلوار کا وار کیا طلحہ نے اپنا ہاتھ آگے کردیا ۔ انکا ہاتھ کٹ گیا ابو دجانہ آگے اوپر جھک کر سپر بنگئے اور کمر پر تیر پتھر تلواریں کھاتے رہے سعد بن وقاص رسول کریم کے برابر کھڑے ہوئے دشمنوں پر تیر برسا رہے تھے رسول کریم نے اپنا ترکش اونکے سامنے ڈالدیا اور فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان تیر مارتے جاؤ الغرض ان اصحاب کبار کے جاں نثاری و دلاوری سے کوئی کافر آپ تک نہ پہنچ سکا جو آپ کا قتل کرنیکا عہد و عزم کرکے بڑھے تھے اون میں سے صحابہ نے ایک ایک کو واصل جہنم کیا

آپ مع اصحاب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے ۔ ابو سفیان نے بھی اپنی فوج کو پہاڑ پر چڑھنے کا حکم دیا لیکن حضرت عمرؓ وغیرہ نے اسقدر پتھر برسائے کہ وہ نہ چڑھ سکے کافر بھی لڑتے لڑتے چور ہوگئے تھے آخر لڑائی رک گئی ابو سفیان نے سامنے کی پہاڑی پر چڑھکر کہا محمد ہیں؟ رسول کریم نے فرمایا جواب نہ دو ۔ سب چپ رہے پھر بولا ابو بکر ہیں رسول کریم نے پھر ارشاد

کیا جواب نہ دو۔ سب چپ رہے پھر بولا عمرؓ نہیں؟ رسولِ کریمؐ نے فرمایا جواب نہ دو۔ سب
چپ رہے تو خوش ہوکر چلا کر بولا آہا سب مارے گئے۔ حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا بول اٹھے
او دشمن خدا! ہم سب زندہ ہیں ابوسفیاں نے کہا (اعلیٰ ھبل۔ یعنی اے ہبل تو بلند رہ)
صحابہؓ نے آنحضرتؐ کے ارشاد سے جواب میں کہا (اَللّٰہُ اَعلیٰ و اجلّ۔ یعنی خدا بزرگ و
برتر ہے)۔ ابوسفیان نے کہا۔ (لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم۔ یعنی عزیٰ (بت
کا نام) ہمارا ہے تمہارا نہیں) صحابہؓ نے کہا (اَللّٰہُ مولانا و لا مولا لکم یعنی خدا ہمارا
آقا ہے تمہارا آقا نہیں) ابوسفیاں نے کہا یہ بدر کا بدلہ ہے اور پارسال پھر ہماری تمہاری
لڑائی بدر میں ہوگی۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہدو منظور ہے۔ ابوسفیاں خوش خوش اپنے
لشکر کو لیکر چلدیا رسولِ کریمؐ کو اندیشہ ہوا کہ یہاں سے ہٹ کر یہ مدینہ پر حملہ نہ کردیں آپ نے
حضرت علیؓ کو پیچھے دوڑایا وہ خبر لائے کہ سیدھا مکہ کو گیا ابو عبیدہ بن الجراح نے چہرہ مبارک
سے خود کے حلقہ کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا اون کے بھی دانت ٹوٹ گئے آپکی شہادت کی خبر
سن کو حضرت فاطمہؓ بھی آگئی تھیں انہوں نے چٹائی جلاکر زخموں میں بھرا جب خون تھما۔
حضرت صفیہؓ (حضرت حمزہؓ کی بہن) دوڑی ہوئی آئیں آنحضرتؐ نے اُن کے بیٹے زبیرؓ سے کہا کہ
حمزہؓ کی لاش پر نہ جانے دینا۔ آپکو یہ خیال ہوا کہ معلوم وہاں پہنچ کر فرطِ غم سے اپنا کیا حال
بنائیں اونکے بیٹے نے کہا رسولِ کریمؐ کا حکم ہے کہ آپ آگے نہ جائیں انہوں نے کہا میں اپنے
بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں۔ خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں رسولِ کریمؐ نے یہ سنکر
اجازت دیدی۔ لاش پر پہنچیں تو دیکھا کہ عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں اِنّا لِلّٰہِ
وانا الیہ راجعون کہکر چپ ہو رہیں اور دعائے مغفرت کی۔ رسولِ کریمؐ جب حضرت حمزہؓ کی
لاش پر آئے تو جوشِ محبت و غم میں آپکے منہ سے نکلا میں اونکے (کفار) ستر آدمیوں کو
ایسا ہی (مُسلہ) کرونگا۔ اسپر خداوند ذوالجلال نے یہ آیت نازل فرمائی (وَاِنْ عاقبتم
فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین یعنی تم اوتنی ہی
تکلیف دیسکتے ہو جتنی تم کو دیگئی ہے اور اگر صبر کروگے تو یہ اچھا ہے) چنانچہ آپ نے کسی
لڑائی میں کسی کافر کو مسلہ نہیں کرایا۔ ایک انصاری عورت شکست کی خبر سن کر مدینہ سے بیتابانہ
بھاگی ہوئی آئیں راستہ میں جو لوگ ملے اُن سے دریافت کیا رسولِ کریمؐ خیریت سے ہیں؟

لوگوں نے کہا تیرا باپ مارا گیا۔ اُس خاتون نے پھر سوال کیا۔ رسُول کریم اچھے ہیں؟ دوسرے شخص نے کہا تیرا بھائی مارا گیا۔ اُس نے پھر پوچھا رسُول کریم خیریت سے ہیں؟ تیسرے شخص نے کہا تیرا شوہر مارا گیا۔ اُس نے پھر وہی سوال کیا۔ لوگوں نے کہا خیریت سے ہیں۔" وہ دوڑی آئیں اور آپکے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر کہا (کل مصیبة بعدك جللٌ یعنی تیرے ہوتے ہر مصیبت ہیچ ہے) آخر میں رسُول کریم نے شہدا کی لاشیں دفن کرائیں کسی کے پاس اتنا کپڑا نہ تھا جو لاشیں پوری طرح چھپائی جاتیں۔ اس کام سے فارغ ہوکر آپ مدینہ تشریف لائے دیکھا تو گھر گھر کہرام مچا ہوا ہے آپکی زبان مبارک سے جوشِ محبت میں نکلا (امّا حمزة فلا بواکی له یعنی حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں انصار نے سمجھا کہ حضور کا یہ منشاء ہے کہ حمزہ کا ماتم حسب دستور کیا جائے سب نے گھر جاکر اپنی اپنی بیویوں سے کہا کہ رسُول کریم کے مکان پر جاکر حمزہ کو روویں تمام عورتیں جمع ہوکر رونے لگیں آپ نے اونکی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا اون کو دعائے خیر دی اور یہ نصیحت فرمائی کہ میت کیلئے اس طرح ماتم کرنا رونا پیٹنا جائز نہیں۔ یہ غزوہ دفاعی تھا۔ اس کا ذکر بہت کچھ قرآن مجید میں ہے (ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۰ یعنی غم مت کرو تمھیں غالب رہوگے اگر تم مومن ہو۔

غزوۂ حمراء الاسد شوال ابوسفیان جب احد سے چلکر مقام روحا پر پہنچا تو یہ خیال آیا کہ کام ناتمام رہ گیا اسوقت لوگ خستہ و زخمی ہیں محمد کو لوٹ کر مدینہ پر حملہ کرنا چاہیے۔ ادہر رسُول کریم کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو ابوسفیان لوٹ پڑے یا لوگ اس شکست کو حقیقی شکست سمجھ کر شکستہ خاطر ہوں آپ نے حکم دیا کہ تمام حاضرینِ جنگ احد تیار ہوکر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوں اس لشکر کا علم ابوبکر صدیق رض کو دیا گیا۔ اور مدینہ میں عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ کیا۔ قبیلہ خزاعہ مسلمانوں کا دربردہ طرفدار تھا احد کی شکست کو سُن کر انکا رئیس معبد خزاعی بغرض اظہار افسوس رسُول کریم کی خدمت میں آیا تھا وہ واپس جاکر ابوسفیان سے ملا۔ ابوسفیان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا معبد نے کہا میں دیکھتا آتا ہوں کہ محمد بڑے ساز و سامان سے تیرے تعاقب میں آرہے ہیں اب اونکا مقابلہ مشکل ہے تمھارا فتح کا نام ہوگیا ہے کیوں اس نام کو بھی کھوتے ہو۔

ابوسفیان یہ سُنکر مکہ کو چلدیا۔ یہاں رسُول کریم کے حکم سے ہر شخص باوجود زخموں سے چور ہونیکے تیار ہوکر روانہ ہوا ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست　　　　می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست

آنحضرت مدینہ سے آٹھ میل مقام حمراء الاسد تک تشریف لیگئے تین دن قیام فرماکر جمعہ کے دن واپس تشریف لائے لیکن قریش کے فوج کے دو آدمی ایک ابوعزی شاعر دوسرا معاویہ بن المغیرہ پکڑے گئے۔ شاعر کو قتل کیا گیا معاویہ حضرت عثمانؓ کی سفارش پر اس شرط پر چھوڑا گیا کہ تین دن کے اندر مدینہ سے چلا جائیگا ورنہ قتل کیا جائیگا۔ مگر وہ اجل رسیدہ مدینہ میں چھپ رہا۔ مسلمانوں کو اُسکا پتہ چلگیا گرفتار کرکے قتل کیا گیا یہ غزوہ انتقامی تھا۔ اس غزوہ میں جو اصحاب شریک تھے اونکی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی اسطرح اشارۃً گویا اس غزوہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے (اَلَّذِینَ اسْتَجَابُوا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی جن لوگوں نے باوجود زخمی ہونیکے اللہ اور رسُول کا حکم مانا اُن کے لیے بڑا اجر ہے۔)

سنہ ۴ھ

سریۂ قطن محرم ۴ھ | قبیلہ بنی اسد کے رئیس طلحہ و سلمہ پسران خویلد نے مدینہ پر حملہ کرنیکی غرض سے اجتماع کیا خبر آنے پر رسُول کریم نے ڈیڑھ سو اصحاب زیر کمان ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی روانہ کئے اس لشکر کے قطن (نجد کے آخری حصہ میں سرزمین فید میں ایک پہاڑی ہے) پر پہنچنے سے قبل دشمن منتشر ہوگیا یہ سریہ دفاعی تھا اسکو سریہ ابوسلمہ بھی کہتے ہیں۔

سریۂ عُرنہ محرم ۴ھ | کوہستان عرنہ کے رئیس سُفیان بن خالد الہندلی (قبیلہ بنی لحیان سے تھا) نے مدینہ پر حملہ کی غرض سے فوج جمع کرنی شروع کی۔ رسُول کریم کو خبر ہوئی تو آپ نے تنہا عبداللہ بن انیس کو بھیجا۔ عبداللہ اسکے پاس پہنچے اُس نے دریافت کیا تو کون ہے۔ عبداللہ نے کہا میں قبیلہ خزاعہ کا آدمی ہوں میں نے سُنا ہے کہ

آپ محمدؐ کے مقابلہ کے لئے فوج بھرتی کر رہے ہیں میں بھی شریک ہونا چاہتا ہوں اور کچھ خوشامد کی باتیں کہیں اوس نے ان کو رکھ لیا۔ یہہ موقع پاکر اسکو قتل کر کے مدینہ کو چلے آئے یہہ سریہ دفاعی تھا۔ اسکو سریہ عبداللہ بن انیس بھی کہتے ہیں

سریۂ رجیع } رجیع (مکہ اور عسفان کے درمیان ہدہ کے قریب ہذیل کی بستیوں میں ایک چشمہ کا نام ہے) قبائل عضل و قارہ کے کئی آدمی از
صفر }

راہ فریب مسلمان ہوئے اور آنحضرتؐ سے کہا کہ ہمارا قبیلہ مسلمان ہونیکو طیار ہے چند آدمی تعلیم کے لئے ہمارے ساتھ کر دیجئے۔ آپ نے دس آدمی جنہیں مرثد بن ابی مرثد بھی تھے بسرکردگی عاصم بن ثابت روانہ کئے۔ جب یہہ جماعت رجیع پر پہنچی تو اُن لوگوں نے قبیلہ بنی لحیان کو خبر کر دی وہ دو سو آدمی جنہیں سو تیر انداز تھے لیکر آگئے اصحابؓ کبار ان کو دیکھکر ایک ٹیکری پر چڑھ گئے۔ دشمنوں نے اس پہاڑی کا محاصرہ کر لیا اور صحابہؓ سے کہا ہم تمکو امن دیتے ہیں پہاڑ سے اتر آؤ۔ اصحابؓ نے کہا ہمکو تمہارے عہد و پیمان کا اعتبار نہیں کافروں نے تیر برسانے شروع کئے۔ شیرانِ اسلام نے بھی دادِ شجاعت دی تین کے سوا سب شہید ہوگئے ان تین باقی ماندہ اصحابؓ خبیب بن عدی و عبداللہ بن طارق و زید بن دثنہ نے کفار کے وعدہ پر ہتیار ڈالدئے اور نیچے اُتر آئے نیچے آتی ہی کفار نے اون کی مشکیں کسنی شروع کیں عبداللہ بن طارق نے کہا۔ تمہاری بدعہدی ابھی کھلگئی۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤنگا اور کسی طرح اپنے ہاتھ کھولکر تلوار چلانی شروع کی۔ کافروں نے پتھر برسائے آخر وہ بھی شہید ہوگئے۔ خبیب اور زید کو کافر پکڑ لیگئے خبیب کے ہاتھ سے عامر بن نوفل مارا گیا تھا۔ اس لئے اون کو حارث بن عامر نے سو اونٹ دیکر مول لے لیا کہ اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کرے۔ زید کو صفوان بن امیہ نے خریدا کہ اسکا باپ اُن کے ہاتھ سے مارا گیا تھا کئی مہینے بعد ایک تاریخ مقرر کر کے موضع تنعیم میں لیجا کر ان دونوں اصحاب کو اسطرح سولی دیگئی کہ مقتولان بدر کی اولاد و اقارب چالیس آدمی نیزے لیکر کھڑے ہوئے جو ہر طرف سے ان کو چبھوتے تھے۔ تماشائی ہنسی ٹھٹھہ کی باتیں کرتے تھے ؎

بجرمِ عشقِ توام میکشند و غوغائیست ٭ تو نیز بر سرِ بام آکہ خوش تماشائیست

یہ سریہ تبلیغی تھا اسکو سریہ مرثد و سریہ عاصم و سریہ عضل و قارہ بھی کہتے ہیں۔

سریۂ بیر معونہ صفر ۴ھ } ابو برا ؤ عامر بن مالک نجدی نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری قوم کو اسلام سکھانے کیلئے میری ضمانت پر کچھ اصحابؓ مامور فرمائے آپ نے ستر اصحاب کہ اُن میں منذر بن عقبہ۔ عمرو بن امیہ۔ کعب بن زید۔ حرام بن ملحان بھی تھے اوسکے ساتھ روانہ کئے اور ایک خط عامر بن طفیل رئیس نجد کو لکھا اس جماعت نے بیر معونہ (ایک چشمہ ہے بلاد ہذیل میں مکہ و عسفان کے درمیان) پر جاکر قیام کیا عمرو بن امیہ ضمری و حارث بن صمہ اونٹ چرانے گئے حرام بن ملحان ایلچی بن کر خط لیکر عامر بن طفیل کے پاس پہنچے وہ رسول کریمؐ کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا خط بغیر پڑھے پھاڑ ڈالا۔ ایلچی کو شہید کر کے قبائل سلیم و عصبہ و رعل و ذکوان کے آدمی جمع کر کے بیر معونہ پر اصحابؓ کو محاصرہ میں لے لیا سخت جنگ ہوئی سب اصحابؓ شہید ہو گئے جب عمرو بن امیہ و حارث بن صمہ اونٹ چرا کر واپس آئے اور دیکھا کہ ساتھی سب شہید ہو گئے یہ دونوں بھی تلواریں سونت سونت کر کافروں پر ٹوٹ پڑے بہتوں کو واصل جہنم کر کے حارث شہید ہو گئے عمرو بن امیہ گرفتار ہو گئے۔ عامر بن طفیل کی ماں نے کسی کام پر منت مانی تھی کہ ایک غلام آزاد کرونگی اوس منت میں عمرو بن امیہ رہا کئے گئے انہوں نے آکر تمام واقعہ رسول کریمؐ سے بیان کیا یہ سریہ تبلیغی تھا اسکو سریۃ المنذر و سریۃ القراء و سریہ رعل و ذکوان و سریہ عقبہ و سریہ ہذیل بھی لکھتے ہیں

غزوۂ بنی نضیر ربیع الاول } حسب معاہدہ رسول کریمؐ ایک مقدمۂ قتل میں یہود بنی نضیر کو مشورہ و امداد کے لئے تشریف لیگئے۔ یہودیوں نے کہا آپ تشریف رکھیں ہم آپ کیلئے کھانا تیار کرتے ہیں کھانے کے بعد باتیں کرینگے آپکو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا دیا اور یہ مشورہ کیا کہ ایک شخص اوپر چھت پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر آپ پر لڑھکا دے اس لئے عمرو بن حجاش اوپر چڑھا۔ اللہ پاک نے آپکو مطلع کیا آپ وہاں سے اُٹھ آئے اور یہود کے پاس پیغام بھیجا کہ تمنے خلاف معاہدہ غداری کا ارادہ کیا لہٰذا تم دس دن کے اندر یہاں سے نکلجاؤ اگر اس میعاد کے بعد تم میں سے کوئی رہیگا قتل کیا جائیگا۔ یہود نے اس حکم کو نہ مانا تو آنحضرتؐ لشکر طیار کر عبداللہ ابن ام مکتوم کو

مدینہ میں خلیفہ کرکے روانہ ہوئے علمبردار حضرت علی تھے بنی نضیر کا محاصرہ کرلیا۔ چونکہ بنی نضیر کے قلعہ کے گرد نخلستان تھا (اس مقام کا نام بویرہ تھا) اس لئے یہ خیال ہوا کہ اگر اہل قلعہ باہر نکلے تو یہ نخلستان کمیں گاہ کا کام دیگا اس لئے آپ نے کچھ درخت کاٹنے اور کچھ جلانیکا حکمدیا تاکہ راستہ بھی صاف ہوجائے اور یہود کو اپنا نقصان بھی نظر آجائے پندرہ دن محاصرہ رہا۔ یہود تنگ آگئے تو انہوں نے درخواست دی کہ ہم جلاوطنی کے لیے تیار ہیں رسُول کریمؐ نے فرمایا کہ اب اسطرح فیصلہ ہوسکتا ہے کہ اسلحہ جنگ سب چھوڑ جاؤ اور جسقدر سامان تمھارے مویشیوں پر لدھ سکے وہ لیجاؤ باقی چھوڑ جاؤ۔ یہود نے اس شرط کو منظور کرلیا اور اپنا تمام اسباب یہاں تک کہ مکانوں کی کڑیاں کیواڑ چوکھٹ وغیرہ وغیرہ اکھاڑ کر لادلئے۔ مکانات کے اکھاڑنے میں اُنھوں نے مسلمانوں سے بھی مدد لی۔ یہ غزوہ ہجومی تھا اسکا ذکر قرآن مجید میں ہے (وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ یعنی اللہ نے اون کے دلوں میں خوف پیدا کردیا۔ آپ ہی دیس نکالے پر راضی ہوگئے۔ اور اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے ڈھوائے عبرت پکڑو اے دیکھنے والو)

غزوۂ بدر الاخریٰ شعبان احد سے چلتے وقت ابوسفیان اس سال بدر میں لڑائی ٹھیر اگیا تھا۔ اسوقت تو فتح کی خوشی اور جوش میں کہہ گذرا تھا مگر اب بہت پیچ وتاب کھارہا تھا وہ جانتا تھا کہ اُحد کی فتح ایک اتفاقی بات تھی اسی فکر میں تھا کہ کوئی ایسی صورت ہو جو مسلمان جنگ کا قصد نہ کریں اور یہ الزام اُن کے سر رہے کہ مقابلہ پر نہ آئے۔ اس لئے نعیم بن مسعود اشجعی کو انعام کا وعدہ کرکے مدینہ بھیجا کہ وہ قریش کا ساز وسامان جوش وخروش بیان کرکے اصحابِ رسُول کی ہمتیں پست کردے۔ نعیم نے مدینہ آکر خوب ہوا باندھی۔ اور زمین وآسمان کے قلابے ملائے۔ اوس کی لاف وگزاف سُن کر کچھ مسلمان مرعوب ہوئے رسول کریم کو تردد ہوا ابوبکرؓ وعمرؓ نے کہا اللہ پاک اپنے دین اور پیغمبر کو غالب کریگا۔ ہم نے جب اون سے وعدہ کرلیا ہے تو ہم مقابلہ کے لئے ضرور جائینگے۔ یہ آیتہ اسی واقعہ کے متعلق ہے (اَلَّذِيْنَ

قال لہم ان الناس قد جمعو لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا
و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ؁ یعنی لوگوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے
قتل کرنے کے لئے بہت آدمی اکھٹے ہو رہے ہیں تم اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ سُنکر
مسلمانوں کا یقین پکا ہو گیا اور انہوں نے کہا ہمارا اللہ مددگار ہے اور وہی ہم کو کافی
ہے) رسول کریم نے مدینہ میں عبداللہ بن رواحہ کو خلیفہ کیا اور ڈیڑھ ہزار اصحابؓ کو
لیکر روانہ ہوئے۔ علمبردار حضرت علی تھے آپ نے آٹھ دن تک بدر میں قیام کر کے انتظار
کیا۔ جب کوئی مقابلہ پر نہ آیا تو واپس تشریف لائے ابوسفیان نے یہ کیا کہ دم دلاسا دیکر
دو ہزار آدمی جمع کر کے چلا مرالظہران (ایک مقام کا نام تھا مکہ سے ایک منزل اب اسکو
وادی فاطمہ کہتے ہیں عسفان کے قریب) کے پاس ایک گاؤں میں آکر قیام کیا اور وہاں
سے خود ہی یہ کہہ کر واپس چلا آیا کہ اس سال قحط ہے لہذا لڑائی مناسب نہیں پھر دیکھا
جائیگا چونکہ اس مہم میں کفار قریش کا اکثر سامان رسد ستو تھا اس لئے مکہ میں عورتوں
نے طعن کیا کہ لڑنے نہیں گئے تھے ستو پینے گئے تھے اس لشکر کا لقب جیش السویق مشہور
ہوا اس مہم سے چاروں طرف رسول کریم کی دھاک بیٹھ گئی یہ غزوہ دفاعی تھا اس کو
غزوہ بدر الموعد۔ و بدر الثانی۔ و بدر الثالث۔ و بدر الصغرٰے۔ و سویق ثانی بھی لکھتے ہیں

سنہ ۵ھ

غزوہ دومۃ الجندل، ربیع الاول } مدینہ سے پندرہ دن کے راستہ پر دمشق سے پانچ
منزل اسطرف دومۃ الجندل ہے اس کے رئیس اکیدر
نے مدینہ پر حملہ کرنیکی غرض سے فوج جمع کرنی شروع کی۔ اس فوج نے رہزنی شروع کر دی
رسول کریم سباع بن عرفطہ کو مدینہ میں خلیفہ کر کے ایک ہزار اصحابؓ کو لیکر روانہ ہوئے
اور اکدم اُن پر حملہ کر دیا وہ منتشر ہو گئے۔ اُن کے کچھ مویشی ہاتھ آئے آپ نے اون کے
مرکز میں چند روز قیام فرمایا۔ اور ادہر ادہر اون کی تلاش میں سوار بھیجے۔ مگر
کوئی نہ ملا اس مہم میں کوئی جنگ یا قتل نہیں ہوا۔ یہ غزوہ تادیبی تھا۔
غزوۂ بنی مصطلق:۔ شعبان } حارث بن ابی ضرار رئیس بنی مصطلق نے

مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے اجتماع کیا۔ رسُول کریم نے زید بن حارثہ کو مدینہ میں خلیفہ کیا۔ اور لشکر لیکر روانہ ہوئے۔ مہاجرین کے علمبردار ابوبکرؓ اور انصار کے سعدؓ بن عبادہ تھے لشکر اسلام نے مریسیع (ایک چشمہ ہے بنی خزاعہ پر) پر قیام کیا لشکر کفار مقابلہ پر آیا۔ مسلمانوں نے اکدم حملہ کر دیا۔ کافروں کے پاؤں اکھڑ گئے بھاگ نکلے دس کافر مارے گئے۔ ایک مسلمان شہید ہوا۔ یہ جنگ دوشنبہ تیسری شعبان کو ہوئی اسکو غزوہ مریسیع وغزوہ خزاعہ بھی کہتے ہیں۔ اسی غزوہ میں آیت تیمم نازل ہوئی۔ یہ غزوہ دفاعی تھا۔

غزوۂ خندق شوال } یہود بنی نضیر کے بیس سردار مکہ پہنچے اور قریش سے کہا کہ ہم تم سب ملکر اکدم مدینہ پر حملہ کریں۔ قریش راضی ہو گئے ابوسفیان نے چار ہزار آدمی جمع کئے اور قبائل غطفان وغیرہ جمع ہوئے غرض کل تعداد دس ہزار ہو گئی یہ ٹڈی دل لشکر جرار مدینہ کیطرف بڑھا۔ رسُول کریمؐ کو خبر ہوئی آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ فارسی نے مشورہ دیا کہ شہر کے گرد خندق کھودی جائے اہل عرب نے یہ طرز جنگ نہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ رسُول کریم نے یہ رائے پسند فرمائی بجانب کوہ سلع خندق کھدنی شروع ہوئی۔ صحابہ کرامؓ اور رسولؐ کریم دو دو تین تین فاقوں سے ہوتے تھے مگر سب بذات خود خندق کھودنے میں لگے رہتے تھے دوسری طرف شہر شہرپناہ وغیرہ سے مستحکم تھا۔ لشکر کفار کے پہنچنے سے پہلے یہ خندق طیار ہو گئی۔ کفار کی فوج جب پہنچی تو خندق کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ ہو گئے۔ جرف وغاوہ (جہاں سب طرف کا پانی مل کر بہتا ہے) میں قریش اور نجد وغطفان کوہ احد کے پہلو میں خیمہ زن ہوئے رسُول کریمؐ ابن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کر کے مع تین ہزار اصحابؓ نکلے۔ مہاجرین کا علم زید بن حارثہ اور انصار کا سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا کوہ سلع کیطرف پشت کر کے آپنے قیام کیا۔ دشمنوں کے لشکر کیطرف منہ۔ درمیان میں خندق۔ مار آستین یہود قریظہ بھی کفار سے ساز باز کر گئے۔ اب مدینہ کی حالت نازک۔ مسلمان اپنے اہل وعیال کیطرف سے غیر مطمئن ہو گئے۔ رسُول کریمؐ نے دو سو سوار زیر کمان سلمۃ بن اسلم اور تین سو جوان بسر کردگی زید بن حارثہ شہر میں متعین کئے کہ گشت کرتے رہیں شہر پر حملہ

یا شہر میں غدر نہ ہونے دیں۔ رسولِ کریمؐ کو خیال ہوا کہ محاصرہ کی شدت سے متاثر ہوکر انصار ہمت نہ ہاردیں۔ اس لئے آپ نے قبیلۂ غطفان سے اس شرط پر صلح کی سلسلہ جنبانی شروع کی کہ مدینہ کی پیداوار کا ایک ثلث اونکو دیا جائیگا۔ اس کے بعد آپ نے رؤسائے انصار سعد بن عبادہ و سعد بن معاذ سے مشورہ کیا تو اونہوں نے کہا کہ اگر یہ ارادہ حکمِ خدا سے ہے تو ہم کو انکار نہیں ہے اور اگر رائے ہے تو کفر کیحالت میں تو ہمسے کسی کو خراج مانگنے کی جرات نہ ہوسکی اور اب تو اسلام نے ہمارا پایہ بلند کر دیا ہے رسولِ کریمؐ نے اون کا یہ استقلال دیکھکر وہ گفتگو منقطع کر دی۔ روزانہ تیر پتھر سے فریقین لڑتے۔ عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے ارادہ کیا کہ آج محمدؐ کو قتل کر دوں۔ خندق کے کنارہ کھڑے ہوکر گھوڑے کو ایڑ بتائی کہ پھاند کر اُس پار ہو جاوے گھوڑا خندق میں گرا اور عبداللہ جہنم رسید ہوا۔ محاصرین نے پیغام بھیجا کہ عبداللہ کی لاش ہم کو اُٹھانے دو اور دس ہزار روپئے ہمسے لے لو۔ رسولِ کریمؐ نے روپیہ لینا گوارا نہ کیا۔ اور اس کی لاش ان کو اٹھوا دی محاصرہ کی شدت۔ دشمنوں کی کثرت۔ مسلمانوں کی کلفت دیکھکر منافقین نے جو لشکر اسلام میں شامل تھے یہاں بھی دغا کی۔ کہنے لگے ہمارے گھر ہمارے بیوی بچے محفوظ نہیں ہم گھبراتے ہیں اور چلنے شروع ہوگئے۔ اس آیت میں خداوند کریم نے اس ہی واقعہ کا ذکر فرمایا ہے (یقولون انا بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فرارا یعنی وہ کہتے ہیں ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔ حالانکہ وہ کھلے نہیں بلکہ اُن کا ارادہ بھاگنے کا ہے) جس قلعہ میں مسلمانوں نے اپنی عورتیں بچے محفوظ کئے تھے وہاں سے یہود کی آبادی قریب تھی۔ یہود نے مسلمانوں کو اُدھر متوجہ دیکھکر اس قلعہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اوّل ایک یہودی حالات معلوم کرنے اور موقع دیکھنے کے لئے آیا۔ قلعہ کی پھاٹک تک پہنچ گیا۔ حضرت حسّان شاعر اس قلعہ کی حفاظت پر مامور تھے لیکن بھی جنگ سے ڈرتے تھے اُس یہودی کو دیکھکر رسولِ کریمؐ کی پھوپی حضرت صفیہؓ نے حسانؓ سے کہا کہ اس کو قتل کر دو ورنہ یہ جاکر تمام حالات بیان کر دیگا۔ حسّان نے کہا میں اگر اس قابل ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا میدانِ جنگ میں ہوتا۔ حضرت صفیہؓ نے خیمہ کی چوب اکھاڑ کر اس یہودی کے سر پر ماری اوسکا سر پھٹ گیا اور بے جان ہوکر گر پڑا اب

صفیہ نے حسان سے کہا جاؤ اس کے ہتیار اُتار لاؤ۔ حسان نے کہا جانے بھی دو مجھے اس کے ہتیاروں کی ضرورت نہیں۔ صفیہ نے کہا اچھا اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو تاکہ یہود مرعوب ہوں۔ حسان نے کہا مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا آخر صفیہ نے اسکا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینکدیا۔ سر کو دیکھ کر یہود سمجھے قلعہ میں ضرور کچھ فوج ہے ادہر حملہ کرنے سے باز رہے۔ محاصرین و محصورین روزانہ تیر پتھر سے لڑتے مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔ ایک دن سرداران کفار نے حملۂ عام کا ارادہ کیا۔ اوّل مشہور بہادران عرب ضرار۔ جبیرہ نوفل۔ عمرو بن عبدود نے خندق کے اس کنارہ سے جو گھوڑوں کو مہمیز کیا تو اس پار تھے۔ ان سب میں زیادہ مشہور بہادر عمرو بن عبدود تھا۔ اُس نے آگے بڑھ کر کہا کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے؟ حضرت علیؓ آگے بڑھے عمرو بن عبدود بہت ہنسا کیونکہ علیؓ نوجوان اور کم عمر تھے۔ کہنے لگا تم بچے ہو تمپر کیا ہاتھ ڈالوں اور تمھارے باپ ابوطالب سے میری دوستی تھی اس لئے تم میرے بھتیجے ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ تمھیں قتل کروں۔ علیؓ نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ خدا کی رضا کے لئے تجھے قتل کروں یہ سنتے ہی عمرو بن عبدود آپے سے باہر ہو گیا۔ اور پرتلے سے تلوار نکالکر آگے بڑھ کر وار کیا۔ علیؓ نے ڈھال پر روکا لیکن یہ ضرب اس زور کی تھی کہ ڈھال کو کاٹ گئی پیشانی کو کاٹ گئی۔ اب علیؓ نے بپھرے ہوئے شیر کی طرح جھپٹ کر ایک وار ذوالفقار کا کیا اسکا سر کٹ کر دور جا گرا۔ اوس کے ساتھی بدحواس ہو کر بھاگنے لگے۔ نوفل کے سر پر حضرت زبیر نے اس زور سے تلوار ماری کہ جوڑوں تک کاٹ گئی۔ دو ٹکڑے ہو کر ادہر اودہر جھول پڑا۔ عمر فاروقؓ نے ضرار وغیرہ کا تعاقب کیا۔ اور خندق کے اُس پار بھگا دیا۔ پھر کسی کو خندق کے پار ہو کر حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ غطفانیوں کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص نعیم بن مسعود آکر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت رسول کریمؐ سے کہا میرے مسلمان ہونے کی ابھی کسی کو خبر نہیں اور کفار میں میرا خاص اعتبار ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان میں پھوٹ ڈلوا دوں۔ آپ نے کہا بہتر۔ نعیم اول بنی قریظہ کے پاس گئے اور بہت باتیں کرتے کرتے یہود سے کہا کہ تم نے محمدؐ سے بدعہدی کی ہے یہ امر دور اندیشی کے خلاف ہے اگر قریش محمدؐ کو قتل نہ کر سکے اور لوٹ گئے تو محمدؐ تمپر چڑھائی کرینگے۔ تم

اکیلے اُن کا مقابلہ نہ کر سکو گے ۔ یہود نے کہا پھر اب کیا ہو۔ نعیم نے کہا اس کی تدبیر یہ ہے کہ تم قریش اور غطفان سے کہلا بھیجو کہ اپنے دو چار سردار بطور اُول ہمارے حوالہ کر دو۔ تاکہ محمدؐ جس وقت تم پر حملہ کریں تو وہ مجبور ہو کر اپنے آدمیوں کی حفاظت کیلئے تمھاری مدد کو آئیں ۔ اگر قریش وغطفان کا دل تمھاری طرف سے صاف ہے اور وہ تمھارے خیر خواہ ہیں تو اس بارہ میں ان کو دریغ نہ ہوگا ۔ اور اگر اسوقت اپنا مطلب نکالنے کے لئے اُنھوں نے تم سے ملاپ کیا ہے تو ہرگز اپنے آدمی نہ دینگے ۔ یہودیوں نے کہا بیشک یہ رائے عمدہ ہے ۔ اب ہم یہی مطالبہ کرینگے ۔ نعیم وہاں سے اُٹھ کر قریش کے پاس آئے اُن سے کہا میں نے یہودیوں کی ایک عجیب بات سنی ہے تمسے بنظر خیر خواہی کہے دیتا ہوں ۔ یہودی درپردہ محمدؐ سے مل گئے ہیں ۔ محمدؐ نے اون سے کہا کہ ہمارا جی تمھاری طرف سے جب صاف ہوگا کہ تم ہمکو قریش کے کچھ سردار گرفتار کرا دو ۔ یہودیوں نے وعدہ کر لیا ہے وہ تم سے آدمی مانگیں گے تمکو اپنے آدمی نہ دینے چاہئیں ۔ وہاں ہی اُٹھ کر نعیم غطفان میں آئے اور ایسا ہی اُن سے کہا ۔ اب قریش نے یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ ہمیں محاصرہ کئے ہوئے بہت دن ہو گئے تم فوج لیکر آؤ تو سب مل کر ایک دم حملہ کر دیں ۔ یہود نے کہلا بھیجا کہ پہلے اپنے چند سردار بطور اُول ہمارے حوالہ کر دو ۔ قریش نے جب یہ جواب سُنا تو کہا کہ نعیم سچ کہتا تھا یہود ہم سے داؤں کرتے ہیں ۔ قریش نے انکار کہلا بھیجا ۔ جب یہودیوں نے انکار سنا تو کہا نعیم سچ کہتا تھا ۔ قریش ہم سے چال چلتے ہیں ۔ اس طرح ان میں پھوٹ پڑ گئی ۔ محاصرہ کی طوالت سردی کی شدت ۔ یہودیوں کی علیحدگی ان تمام باتوں نے کفار قریش کے دل توڑ دئے اوس پر طرہ یہ کہ اِس زور سے آندھی آئی کہ ڈیرے خیمے اُکھڑ گئے ۔ انسان و حیوان سب پریشان ہو گئے اس طوفان کی حالت میں رسول کریمؐ نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے کہا دشمنوں کی خبر لاؤ ۔ مگر خبردار کسی سے بات نہ کرنا ۔ آندھی چل رہی تھی ۔ آگ بجھا دی گئی تھی ۔ اندھیرا چھایا ہوا تھا یہ لشکر کفار میں پہنچے دیکھا کہ ابوسفیان اور بہت سے آدمی بیٹھے ہیں ۔ یہ بھی بیٹھ گئے ابوسفیان نے کہا اے اہل قریش ہر شخص غور کرے کہ اوس کے پاس کون بیٹھا ہے ایسا نہ ہو کہ محمدؐ کا کوئی آدمی گھس آیا ہو

یہ سنتے ہی حضرت حذیفہ نے اپنے پاس والے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو کون ہے؟ اُس نے اپنا نام بتا دیا۔ ابوسفیان مطمئن ہو کر بولا۔ یہودیوں نے بیوفائی کی۔ رسد کم ہوگئی۔ ادہر یہ طوفان پریشان کر رہا ہے۔ میں تو جاتا ہوں تم سب بھی چلو" یہ کہہ کر اونٹ پر سوار ہوگیا۔ بدحواسی کا یہ عالم کہ اونٹ پر چڑھ کر اوس کو مارنے لگا۔ مگر وہ نہ چلا۔ دیکھا تو اونٹ بندھا ہوا تھا جب کھولا۔ اب طبل رحیل بجگیا اور دشمن ایک ایک کرکے روانہ ہوگئے۔ بیس بائیس دن کے بعد مدینہ کا مطلع صاف ہوا۔ اس غزوہ کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں سورۂ احزاب اسی کے نام سے موسوم ہے (یا ایها الذین امنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحا۔ یعنی مسلمانو! خدا کے اوس احسان کو یاد کرو کہ جب تم پر لشکر چڑھ آیا تو خدا نے ادن پر ہوا کا طوفان بھیجا) اس جنگ میں کفار کے کئی مشہور جنگ جو مارے گئے اور لشکر اسلام کے مشہور سردار سعد بن معاذ ایک کافر ابن العرقہ قریشی کے تیر سے زخمی ہوئے اور اس زخم سے جانبر نہ ہوسکے۔ یہ غزوہ دفاعی تھا۔

غزوۂ بنی قریظہ شوال } غزوۂ احزاب سے واپس آکر رسولِ کریم غسل فرمارہے تھے کہ اُسیوقت آپ نے حکم دیا کہ بنی قریظہ پر چڑھائی کی جائے۔ صحابہؓ اسی وقت روانہ ہونے لگے۔ علم اسلام علیؓ مرتضےٰ کے حوالہ کیا گیا مدینہ میں ابن ام مکتوم کو خلیفہ کرکے رسولِ کریم روانہ ہوئے۔ (غزوہ خندق کے موقع پر یہود عہد شکنی کرچکے تھے۔ اور اسوقت بھی دشمنِ اسلام حی بن اخطب رئیس یہود خیبر جس کے اُبھارنے سے کفار قریش حملہ کرنے پر آمادہ ہوئے تھے۔ اور اُس ہی کی سعی سے بنی قریظہ نے نقض عہد کیا تھا ان کے یہاں مہمان تھا) جب یہ لشکر پہنچا تو یہود نے علانیہ رسولؐ کریم کو گالیاں دیں۔ غرض ادن کا محاصرہ کرلیا گیا۔ کچھ کم ایک مہینہ محصور رہ کر آخر اونہوں نے یہ درخواست کی کہ سعد بن معاذ ہمارے متعلق جو فیصلہ کریں ہم اوس پر رضامند ہونگے یہ شرط اگر محمدؐ منظور کریں تو ہم ہتیار ڈالدینگے آپ نے یہ شرط منظور کرلی۔ یہود باہر آگئے۔ (سعد بن معاذ جنگ احزاب میں زخمی

ہوئے تھے مگر ابھی تک زندہ تھے زخم کا علاج ہو رہا تھا۔ اس فیصلہ کے بعد وفات پائی) ۔ پھر معاملہ سعد بن معاذ کے سامنے پیش کیا گیا ۔ انہوں نے حکم دیا کہ یہود قریظہ کے مرد قتل کئے جائیں ۔ اون کی عورتیں بچے مال واسباب وغیرہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے ۔ اس فیصلہ کی تعمیل میں چار سو یہودی قتل کئے گئے ان میں حی بن اخطب کعب بن اسد وغیرہ اشرار بھی شامل تھے اس غزوہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے (الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ

یعنی اے نبی! جن لوگوں نے آپ سے معاہدہ کر کے چند بار نقض عہد کیا اور وہ نہ ڈرے اگر آپ اون کو جنگ میں پا جائیں تو عبرتناک سزائیں دیں) یہ غزوہ دفاعی تھا۔

غزوہ عسفان ذیقعد } ایک قافلہ قریش کی خبر پر رسول کریم ؐ عسفان تک تشریف لے گئے مگر کوئی نہیں ملا۔ اس غزوہ میں بھی صلوٰۃ الخوف پڑھی گئی یہ غزوہ ہجومی تھا۔

سریۂ سیف البحر ذی الحجہ } ایک قافلہ قریش کی خبر پر ابو عبیدہ بن الجراح کی زیر کمان تین سو اصحاب روانہ کئے گئے ۔ قافلہ نہ ملا۔ یہ لشکر مدینہ سے پانچ روز کی مسافت پر ساحل بحر تک پہنچا ۔ اسکو سریۂ سیف البحر وسریۂ ابو عبیدہ وسریۂ خطبہ وسریۂ خبط بھی لکھے خبط جھڑے ہوئے پتوں کو کہتے ہیں اس سفر میں لشکر اسلام نے بھوک کی شدت میں درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اس لئے یہ سریۂ خبط مشہور ہے) یہ سریہ ہجومی ھ۔

سنہ ۶ھ

سریۂ غمر ربیع الاول } بنی اسد کے اجتماع پر لشکر اسلام بسر کردگی عکاشہ بن محصن روانہ ہوا لشکر اسلام کی آمد سن کر دشمن منتشر ہو گئے ۔ لشکر اسلام نے بنی اسد کی جھیل (جسکا نام غمر مرزوق تھا) پر قیام کیا۔ جب وہاں کوئی نہ ملا تو شجاع بن وہب کو تلاش میں اودہر ادہر بھیجا ۔ وہ ایک آدمی کو پکڑ لائے جس نے

بنی اسد کی چراگاہ کا پتہ دیا۔ عکاشہ نے چراگاہ پر حملہ کرکے سو اونٹ پکڑ لیئے۔ یہ سریہ دفاعی تھا۔ اوس کو سریۂ عکاشہ بھی لکھتے ہیں۔ بعض نے غمر کی جگہ عمق بھی لکھا ہے۔

سریہ ذی القصہ
ربیع الاول
بنی ثعلبہ و بنی ثعلب محارب و انمار کے اجتماع کی خبر پاکر رسول کریمؐ نے دس آدمی زیر کمان محمدؐ بن مسلمہ ذی القصہ (ایک مقام ہے عراق کے راستہ میں ربذہ کی سڑک پر) کو روانہ کیا۔ یہ وہاں پہنچ کر رات کو سو گئے۔ دشمن نے سو آدمیوں کی جمعیت سے اکدم حملہ کرکے سب کو قتل کر دیا۔ محمد بن مسلمہ زخمی ہوئے دشمن مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ اگلے دن ایک مسلمان کا اودہر گذر ہوا وہ ان کو اٹھا کر لایا۔ اس کو سریہ ثعلبہ و سریۂ ثعلب و سریہ محمد بن مسلمہ بھی کہتے ہیں یہ سریہ دفاعی تھا۔

سریہ ابو عبیدہ بن الجراح
ربیع الاول
شہدا سریۂ ذی القصہ ہمراہیان محمد بن مسلمہ کے انتقام کے لئے چالیس اصحاب زیر کمان ابو عبیدہ روانہ کئے گئے اس لشکر نے دشمنوں پر حملہ کیا آخر وہ پہاڑوں پر بھاگ گئے ابو عبیدہ ان کے بہت سے مویشی پکڑ لائے اسکو سریۂ ذی القصہ ثانی بھی کہتے ہیں یہ سریہ انتظامی تھا۔

سریہ جموم
ربیع الاول
بنی سلیم کی اجتماع کی خبر پر بمقام جموم (ناحیہ نخلہ کا نام ہے مابین نخلہ و نقرہ قریب مدینہ بعض نے جموح لکھا ہے) ایک مہم زیر کمان زید بن حارثہ روانہ کیگئی۔ زید نے دفعتہً بنی سلیم پر تاخت کی۔ چند قیدی اور کچھ مویشی ہاتھ آئے۔ یہ سریہ دفاعی تھا۔ اسکو سریۂ جموع و سریۂ بنی سلیم و سریۂ زید بن حارثہ بھی لکھے ہیں۔

غزوہ بنی لحیان
ربیع الاول
شہدا سریۂ رجیع کے انتقام کے لئے مدینہ میں عبداللہ ابن مکتوم کو خلیفہ کرکے مع دو سو اصحابؓ کے رسول کریم روانہ ہوئے اور امج و عسفان کے درمیان غران میں جو بنی لحیان (ہذیل) کی بستی تھی قیام کیا۔ لیکن تمام لوگ آپ کی آمد سے قبل فرار ہو گئے۔ آپ نے دو دن

قیام فرمایا۔ یہاں سے چند چھوٹی مہمیں اطراف میں روانہ کیں۔

بعث عمر بن خطاب بجانب القارہ۔

بعث ہلال بن الحارث بجانب بنی مالک بن فہر

بعث بشر بن سوید الجہنی بجانب بنی حارث بن کنانہ

بنو لحیان سے واپسی میں حضور نے عسفان میں قیام کیا۔

بعث سعد۔ سعد بن عبادہ کو مع دو سواروں کے مکہ کیطرف روانہ کیا جو کراع الغمیم (رابغ و جحفہ کے درمیان) تک جا کر واپس آئے مگر کوئی نہ ملا۔

بعث ابو بکر۔ دس آدمی بسرکردگی ابو بکر صدیق روانہ کیے گئے جو بجانب مکہ تلاش و تفتیش کر کے واپس آئے کوئی نہ ملا۔

یہ غزوہ اور یہ بعوث انتقامی تھے۔

سریہ نجد۔ ربیع الاول } قبیلۂ قرطا (شاخ قبیلہ بنی بکر شاخ بنی کلاب و ہوازن) کے اجتماع کی خبر پا کر رسول کریم نے تیس سوار بسرکردگی محمد بن مسلمہ روانہ کیے۔ لشکر اسلام مقام بکرات (نواح ضریہ میں ضریہ مکہ و بصرہ کے درمیان) پر ناگہان اونپر جا پڑا سب سراسیمہ ہو کر بھاگ گئے۔ پچاس اونٹ تین ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں۔ ایک شخص گرفتار ہوا۔ جب یہ گروہ مظفر و منصور مدینہ پہنچا تو اس قیدی کو دیکھ کر رسول کریم نے پہچانا کہ ثمامہ بن اثال حنیفی رئیس قبیلہ ہے یہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریۂ قرطا و سریۂ ضریہ و سریۂ تقضا یا سریہ قریضہ و سریہ بکرات بھی لکھتے ہیں۔

سریہ طرف جمادی الاول } طرف (ایک چشمہ کا نام ہے مقام مراض کے قریب نخیل کے پیچھے عراق کی سڑک پر مدینہ سے ۳۶ میل) پر بنی ثعلبہ نے اجتماع کیا۔ رسول کریم نے ۱۵ آدمی بسرکردگی زید بن حارثہ روانہ کیے۔ لشکر اسلام کی خبر سنکر دشمن منتشر ہو گیا۔ اون کے بیس اونٹ پکڑے گئے۔ اسکو سریۂ ثعلبہ و سریۂ زید بن حارثہ بھی کہتے ہیں۔ بعض نے طرف کی جگہ طرق لکھا ہے۔

سریہ عیص جمادی الاول } عیص (ایک گاؤں ہے ذی المروہ کی سڑک پر) پر قریش کے ایک قافلہ سے تعرض کے لئے ستّر آدمی زیر کمان زید بن حارثہ

روانہ کیے گئے زید نے حملہ کر کے قافلہ کے تمام آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور اون کے مال پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ لوگ مدینہ لائے گئے تو رسول کریم نے سب کو رہا کر دیا۔ اور اون کا مال بھی واپس کر دیا۔ یہ سریہ ہجومی تھا۔ اسکو سریۂ زید بن حارثہ بھی لکھتے ہیں۔ بعض نے عیص کی جگہ عرض بھی لکھا ہے۔ بعض نے اس سریہ کو ابو بصیر صحابی سے منسوب کیا ہے

سریہ وادی القرٰی } بنی فزارہ کا ایک جرائم پیشہ گروہ تھا اون کے اجتماع
رجب } پر زیر کمان زید بن حارثہ ایک مہم روانہ کی گئی یہ
گروہ لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے منتشر ہو گیا۔ اسکو سریۂ زید وسریۂ فزارہ بھی کہتے ہیں یہ سریہ تادیبی تھا۔

سریۂ دُومۃ الجندل } بنی کلب میں ایک مہم بسرکردگی عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف
شعبان } روانہ کیگئی۔ عبدالرحمٰن کے وعظ و پند سے وہ قبیلہ
مشرف باسلام ہوا۔ اون کے سردار اصبغ بن عمرو کی بیٹی تماضر سے عبدالرحمٰن نے عقد کر لیا۔ اسکو سریۂ عبدالرحمٰن بھی کہتے ہیں یہ سریہ تبلیغی تھا۔

سریۂ علی } بنی سعد بنی بکر نے اجتماع شروع کیا اور یہود خیبر سے شرکت جنگ کیلئے
شعبان } نامہ و پیام کیا۔ (اس قبیلہ کا مقام فدک کی طرف تھا) رسول کریمؐ نے
سو آدمی بسرکردگی علی مرتضٰے روانہ کیے۔ حضرت علی نے ایک شخص کو گرفتار کیا۔ بعد تحقیقات معلوم ہوا کہ وہ بنی سعد کا قاصد ہے۔ یہود خیبر کے پاس اس ہی سلسلہ میں جارہا ہے جب اوس کو ڈرایا دھمکایا اوس نے تمام واقعات بیان کر دیے اور اپنی جان بخشی کا وعدہ لیکر لشکر اسلام کی رہنمائی کی۔ لشکر اسلام نے سب سے پہلے دشمنوں کے مویشی پکڑے پھر اون کی طرف بڑھے وہ سب فرار ہو گئے یہ لشکر مقام ہمج تک پہنچا تھا (ہمج ایک چشمہ ہے فدک اور خیبر کے درمیان) یہ سریہ دفاعی تھا۔ اس کو سریۂ فدک اور سریۂ ہمج وسریۂ سعد بن بکر بھی کہتے ہیں۔ اس سریہ میں سلمہؓ بن اکوع صحابی بھی شامل تھے۔

سریۂ عبداللہ بن عتیک } یہودیوں کا ایک رئیس ابورافع تھا (اس کو سلام
رمضان } بالحقیق بھی کہتے تھے) اسکا قلعہ خیبر کے قریب تھا۔
اس نے غزوۂ خندق میں بہت سے قبائل کو ابھار کر جمع کیا تھا اور اون کی امداد کی تھی

یہ ہمیشہ اسلام اور رسول کریم کی مخالفت کرتا۔ ربیشہ دوانیوں میں مصروف رہتا رسول کریم نے اس کے قتل کے لئے عبداللہ بن عتیک کو مع آٹھ آدمیوں کے روانہ کیا رات کے ابتدائی حصہ میں گروہ اسکی گڑھی کے پاس پہونچا۔ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم باہر رہو میں حکمت عملی سے اندر جاتا ہوں۔ جب ضرورت ہوگی تم کو بلا لونگا۔ یہ گڑھی میں پہنچے۔ آدھی رات کے وقت ابورافع کے محل میں پہونچکر اس کو قتل کرکے لوٹے۔ ایک سیڑھی سے اُترتے ہوئے پیر نیچے پڑا اور ہڈی ٹوٹ گئی۔ غرض یہ بمشکل باہر آکر اپنے آدمیوں کے ساتھ مدینہ آگئے۔ اس گروہ میں عبداللہ بن انیسؓ اور ابو قتادہؓ بھی تھے۔ بعض نے اس سریہ کو ان اصحابؓ کے نام سے لکھا ہے۔

سریہ ام قرفہ ۶ رمضان } زید بن حارثہ اور چند مسلمان مال تجارت لیکر شام کو جاتے تھے۔ قبیلہ بنی بدر (بنی فزارہ کی شاخ) نے ان پر ڈاکہ ڈالا زید کے تمام ہمراہی شہید ہوئے زید زخمی ہوکر مدینہ میں آئے رسول کریم نے اس گروہ کی سرکوبی کے لئے ایک مہم بسرکردگی ابوبکر صدیقؓ روانہ کی۔ غرض لشکر اسلام نے حملہ کیا دشمن بدحواس ہوکر بھاگا ان کی رئیسہ فاطمہ گرفتار ہوئی اوس کو اونٹ پر باندھ کر لے چلے راستہ میں مرگئی ام قرفہ ایک عورت کا نام تھا جسنے ناحیہ وادی القرٰے پر آبادی قایم کی تھی یہ آبادی اسی کے نام سے مشہور تھی۔ بعض سیرت لکھنے والوں نے غلطی سے رئیسہ قبیلہ فزارہ کا نام ام قرفہ سمجھا ہے اسکا نام فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھا یہ تمام قبیلہ جرائم پیشہ تھا اور یہ رئیسہ انکی سرپرست تھی اسکو سریۂ فزارہ وسریۂ بنی بدر و سریۂ ابوبکر و سریۂ وادی القرٰے بھی کہتے ہیں لشکر اسلام میں زید بن حارثہ بھی شامل تھے بعض نے اس سریہ کو انکی طرف منسوب کیا ہے یہ سریہ تادیبی تھا۔

غزوۂ ذی قرد اوّل ۶ شوال } عینیہ بن حصین چند بدمعاش بنی غطفان کے لیکر مدینہ آیا۔ اور آنحضرتؐ کے اونٹ پکڑ کر لے گیا۔ اطلاع ہونے پر حضورؐ مدینہ میں ابن ام مکتوم کو خلیفہ کرکے تعاقب میں روانہ ہوئے مقام ذی قرد تک پہونچے وہ ہاتھ نہ آیا لہٰذا واپس ہوئے۔ ذی قرد ایک تالاب کا نام ہے مقام غابہ میں غابہ مدینہ کے قریب ہے۔ یہ غزوہ تادیبی تھا۔ اسکو غزوۂ غابہ بھی کہتے ہیں۔

غزوۂ حدیبیہ ذیقعدہ } رجب۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ ان چاروں مہینہ میں اہل عرب لڑنا حرام سمجھتے تھے اور دوست و دشمن بلا روک ٹوک حج وزیارت کرتے تھے اسی خیال سے رسول کریم مدینہ میں عبد اللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ کرکے مع پندرہ سو اصحابؓ بغیر سامان جنگ روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریب عسفان تک پہنچے تھے کہ بشر بن سفیان کعبی نے آکر کہا یا رسول اللہ قریش مقام ذی طوے میں جمع ہوئے ہیں آپکو ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دینگے۔ اُن کی طرف سے خالد بن ولید آگے بڑھ آئے ہیں۔ کراع الغمیم میں مقیم ہیں۔ آپ نے فرمایا افسوس قریش خواہ مخواہ لڑائی پر آمادہ ہوتے ہیں۔ میں تو عمرہ ادا کرنے آیا ہوں۔

یہاں آپ نے صلوٰۃ الخوف پڑھی اور اوس راستہ کو چھوڑ کر دہنی طرف کا راستہ اختیار کیا۔ ثنیۃ المرار میں پہنچکر حدیبیہ پر قیام کیا (حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے وہاں میدان بھی ہے مکہ یہاں سے ایک منزل ہے) بدیل بن ورقہ آپکے پاس آیا اور کہا قریش لشکر جمع کر رہے ہیں جنگ ہوگی آپ نے فرمایا۔ میں لڑنے نہیں آیا۔ عمرہ ادا کرنے آیا ہوں۔ قریش سے کہدو کہ ایک مدت قرار دیکر مجھ سے صلح کرلیں۔ بدیل نے جاکر قریش سے کہا مگر وہ نہ مانے پھر عروہ بن مسعود ثقفیؓ آپکی خدمت میں آکر اس ہی قسم کی گفتگو کرکے چلا گیا۔ آنحضرت نے خراش بن امیہ کو سفیر بناکر بھیجا۔ قریش نے اوس اونٹ کو مار ڈالا جسپر سفیر سوار تھا وہ اونٹ آنحضرت کا تھا اور سفیر کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر بعض قبائل نے بچا لیا۔ قریش نے ایک دستہ فوج کا بھیجا کہ مسلمانوں پر اچانک ٹوٹ پڑے مگر وہ سب پکڑے گئے۔ رسول کریم نے سب کو چھوڑ دیا۔ اب سفارت کے لئے عمرؓ فاروق سے کہا گیا۔ انہوں نے کہا آپکو معلوم ہے کہ قریش میرے سخت دشمن ہیں۔ مجھ سے معاملہ نبیگا غرض حضرت عثمانؓ بھیجے گئے اون کو قریش نے نظر بند کرلیا۔ لشکر اسلام میں شہرت ہوگئی کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو شہید کردیا۔ رسول کریم اس خبر کو سنکر سخت برہم ہوئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اس امر پر بیعت لی کہ کٹ مرینگے ہرگز نہ ہٹینگے اس بیعت میں آپ نے اپنا بایاں ہاتھ دہنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے گویا خود ان کی طرف سے بیعت کرکے انکو شرف بیعت میں داخل فرمایا یہ بیعت اللہ پاک کی خوشنودی

خاص کا باعث ہوئی جیسا کہ ارشاد ہے (لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ۔ یعنی اللہ ان مسلمانوں سے راضی ہوا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی) کفار نے جب اس بیعت کا حال سُنا تو گھبرائے اور سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر بھیجا۔ آخر شرائط ذیل پر صلح قرار پائی۔ (۱) اس سال مسلمان واپس جائیں اگلے سال آکر عمرہ ادا کریں۔ ہتیار ساتھ نہ لائیں صرف تلوار ہو وہ بھی قراب۔ (میان کے اوپر ایک غلاف ہوتا ہے) میں ہو اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھیریں۔ (۲) یہ صلح دس برس کے لئے ہے اس عرصہ میں آپس میں جنگ نہ ہوگی۔ (۳) فریقین ایک دوسرے کے حلیف سے نہ لڑیں نہ ان سے لڑنے والوں کی امداد کریں۔ (۴) کافروں میں سے اگر کوئی مسلمان ہو کر مدینہ میں حضرت کے پاس پہنچے تو حضرت اس آدمی کو واپس بھیجیں۔ (۵) اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ آئیگا تو وہ حضرت کو واپس نہ دیا جائیگا۔ (۶) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جسکے ساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہو جائیں۔ ان شرائط پر صحابۂ کرام راضی نہ تھے مگر رسول کریم نے منظور فرمالیں۔ جو لوگ آنحضرتؐ پر خواہ مخواہ جنگ جوئی کا الزام لگاتے ہیں وہ انصاف کی عینک لگا کر دیکھیں کہ اُس زمانہ میں مسلمانوں کا جب کہ یہ معاہدہ ہوا پلہ بھاری تھا۔ کفار حملے اور لڑائیاں کر کر تھک گئے تھے اسقدر دب کر شرائط کو تسلیم کر لینا جنگ جو کا کام ہے یا صلح پسند کا۔ ابھی صلحنامہ مرقوم نہ ہوا تھا کہ اس ہی سہیل سفیر کفار کا بیٹا ابو جندل زخمی زنجیروں میں جکڑا ہوا لشکر اسلام میں آیا۔ اور بیان کیا کہ میرا باپ مجھپر اسلئے ستم توڑ رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں اب میں بھاگ کر آیا ہوں۔ مجھکو اپنی پناہ میں لو۔ صحابۂ کرام اسکی حالت دیکھ کر اور کیفیت سُن کر بیتاب ہو گئے۔ سہیل نے رسول کریم سے کہا حسب وعدہ یہ آدمی ہم کو واپس دیجئے آپ نے ابو جندل سے فرمایا کہ میں خلاف معاہدہ نہ کرونگا۔ تم صبر کرو۔ خدا تمھارے لئے کوئی سبیل کر دیگا۔"

ابو جندل واپس چلے گئے۔ جب صلحنامہ لکھا جانے لگا تو رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا ہم رحمن کو نہیں جانتے لکھو بسمک اللھم۔ حضرت علی نے کہا ہم بسملہ لکھیں گے۔ سہیل نے کہا کیں بسملہ

نہیں لکھا تا رسول کریم نے فرمایا بسمک اللھم ہی لکھدو اور لکھو (ھٰذا مَا قضیٰ علیہ محمّد رسول اللہ وَ القریش" یعنی یہ صلحنامہ ہے محمد رسول اللہ اور قریش کے درمیان) سُہیل نے کہا ہم آپکو رسول مانتے تو آپ سے جھگڑتے کیوں۔ یوں لکھئے محمد بن عبداللہ۔ آنحضرت نے ابن مرتضےٰ سے کہا رسول اللہ مٹا کر بن عبداللہ لکھدو۔ علی نے کہا میں نہیں مٹاتا۔ آخر آپ نے خود مٹا دیا جب صلحنامہ مکمل ہوا۔ رسول کریم وہیں قربانی وغیرہ کرکے مدینہ واپس تشریف لائے یہ کوئی جنگی مہم نہ تھی۔ لیکن اسکا انجام ایک سیاسی مصالحت پر ہوا۔ اسلئے اسکو سلسلہ غزوات میں شامل کیا گیا۔ یہ غزوہ انتظامی قرار دیا جاسکتا ہے، اسکا ذکر قرآنمجید میں ہے آیت پہلے نقل کیجاچکی ہے۔

سریہ عرنایں ذیقعدہ { عکل وعرنیہ قبائل کے چند بد معاش ازراہ فریب مسلمان ہوئے اور موقع پاکر رسول کریم کے اونٹ چرا لے گئے۔ یسار چرواہے کی آنکھیں نکالڈالیں اور قتل کر دیا۔ کرز بن جابر الفہری ان کے تعاقب میں بھیجے گئے مقام ذی الجد (نواح قبا میں ایک چشمہ کے قریب ہے مدینہ سے چھ میل) پر کرز بن جابر نے سب کو گرفتار کر لیا۔ یہ سب قتل کئے گئے یہ سریہ تادیبی تھا اس کو سریہ کرز و سریہ عکل وعرنیہ و سریہ ذی الجدر بھی کہتے ہیں۔

سریہ حسمےٰ ذی الحجہ { بنی جذام میں سے قبیلہ جنیب مسلمان ہوچکا تھا یہ لوگ مقام حرہ الرجلا میں آباد تھے۔ دحیہ کلبی صحابی رسول کریم کے خط کا جواب اور تحایف قیصر روم کے پاس سے لے کر واپس آرہے تھے۔ جب بنی جذام کی سرزمین میں پہنچے تو ہنید بن عوض اور اس کے بیٹے نے (یہ بنی ضلیع میں تھا بنی جذام کی شاخ) نے ان کو لوٹ لیا۔ یہ خبر رفاعہ بن زید (سردار قبیلہ جنیب) کو ہوئی تو اونہوں نے ہنید سے یہ سب سامان دحیہ کلبی کو واپس دلا دیا۔ یہ قبیلہ جرائم پیشہ تھا جب رسول کریم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے پانسو اصحاب بسرکردگی زید بن حارثہ روانہ کئے زید دن کو چھپتے اور رات کو چلتے۔ اکدم دشمن پر جا پڑے ہنید اور اوسکا بیٹا مارا گیا باقی

بھاگ گئے۔ یہ سریہ تادیبی تھا۔ اسکو سریہ جذام وسریہ زید بن حارثہ بھی کہتے ہیں جسمی وادی القرے کے عقب پر واقع ہے۔

سریہ مدین ذی الحجہ | اہل مینا یعنی ساکنان ساحل (مدین حجاز کے قریب ساحل بحر احمر پہ حضرت شعیب کی قوم کا شہر تھا۔ یہاں قوم ثمود آباد تھی وہی مقام جوف وادی القرے کے نام سے مشہور تھا یہ تبوک کے راستہ میں ہے۔ یہاں بنی جذام رہتے تھے) کے اجتماع پر ایک مہم بسرکردگی زید بن حارثہ روانہ کیگئی دشمن لشکر اسلام کو دیکھ کر بدحواس ہوکر بھاگا۔ اون کے کچھ مویشی عورتیں بچے ہاتھ آئے۔ زید نے مدینہ آکر اون کو تقسیم کیا تو بچے ماں سے جدا کئے جانے لگے اسپر عورتوں بچوں نے رونا چلانا شروع کیا۔ رسول کریم نے یہ شور وغل سن کر باہر آئے اور سبب دریافت کرکے فرمایا بچے ماں سے جدا نہ کئے جائیں۔ اس سریہ میں ضمیرہ مولائے علی مرتضے بھی شامل تھے۔ اس لئے بعض نے اس سریہ کو ان کے نام سے بھی ذکر کیا ہے یہ سریہ دفاعی تھا

۷ سنہ

سریۂ عبد اللہ بن رواحہ محرم | اسیر بن ازرم رئیس یہود خیبر (بعض نے بشیر بن وارم بھی لکھا ہے) نے دشمنان اسلام کو بھڑکانا شروع کیا۔ رسول کریم نے اول عبد اللہ بن رواحہ کو مع تین آدمیوں کے بھیجا کہ تحقیق کرکے معاملہ بیان کریں۔ عبد اللہ نے آکر کہا کہ جو شہرت ہے وہ صحیح ہے آنحضرت نے تیس سوار زیر کمان عبد اللہ روانہ کئے موقع پر پہنچ کر عبد اللہ نے اس قلیل جماعت کے ساتھ حملہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور اسیر بن ازرم کو اس امر پر آمادہ کرلیا کہ وہ رسول کریم کی خدمت میں چلے اور وہاں صلح کی گفتگو کرلے اسیر بن ازرم نے اپنے ساتھ بھی تیس سوار لئے۔ جب اپنے قلعہ سے چند میل پر مقام قرقرہ پہنچا تو اوس کی نیت بدلی اوسنے عبد اللہ بن رواحہ پر حملہ کرنا چاہا۔ عبد اللہ بن انیس نے اوس کو فوراً قتل کردیا اب جنگ ہوئی تمام یہودی مارے گئے۔ ایک بچ کر بھاگ گیا۔ یہ سریہ دفاعی تھا اسکو

سریہ قرقر اور سریہ عبداللہ بن انیس بھی کہتے ہیں۔ بعض نے عبداللہ بن رواحہ کے پہلے بار بطور جاسوسی جانیکا بھی ایک سریہ قایم کیا ہے۔

غزوۂ ذی قرد ثانی محرم } عبدالرحمٰن بن عینیہ فزاری (قبیلہ فزارہ قبیلۂ غطفان کی شاخ ہے) نے مدینہ کی چراگاہ پر چھاپہ مارا۔ آنحضرتؐ کے اونٹ پکڑ لے گیا۔ سلمہ بن اکوع صحابی چوروں کے تعاقب میں گئے۔ چور ایک درہ میں گھس گئے۔ وہاں ان کی مدد کو عنیہ بن حصین بھی موجود تھا۔ رسولؐ کریم اطلاع ہونے پر ابن ام مکتوم کو خلیفہ کرکے روانہ ہوئے ذی قرد پہنچ کر معلوم ہوا کہ سلمہ بن اکوع تعاقب میں گئے ہیں اس لئے آپ نے وہیں قیام فرمایا یہ غزوہ تادیبی تھا اس کو غزوۂ یمانہ اور غزوۂ غابہ ثانی غزوۂ ذات قرد بھی کہتے ہیں۔ اہل سیر نے غزوۂ غابہ ایک ہی قائم کیا ہے۔ مگر یہ غزوہ دو دفعہ واقع ہوا۔ پہلی مرتبہ عنیہ بن حصین کے مقابلہ پر۔ دوسری بار عبدالرحمٰن بن عنیہ کے مقابلہ پر۔ اس غزوہ کو دوبار تسلیم کرنے سے احادیث کا تعارض اٹھ جاتا ہے (فتح الباری)

بعث سعد بن زید محرم } سلمہ بن اکوعؓ محرم میں ذی قرد ثانی کے تعاقب میں گئے تھے۔ رسولؐ کریم نے ذی قرد پر پہنچ کر قیام فرمایا اور چند سوار بسر کردگی سعد بن زید سلمہ بن اکوع کی مدد کے لئے روانہ کئے چور مجتمع ہو کر سلمہ بن اکوع پر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ یہ گروہ پہنچ گیا۔ اخرم اسدی نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کو نیزہ مارا وہ مر گیا۔ عبدالرحمٰن نے اخرم کو شہید کر دیا۔ اخرم کو گرتے دیکھ کر ابو قتادہ نے طیش میں آکر عبدالرحمٰن پر حملہ کرکے اس کو قتل کر دیا۔ عبدالرحمٰن کو گرتا دیکھ کر چور ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ رسولؐ کریم کے اونٹوں کے ساتھ اپنے بھی چھوڑ گئے یہ جماعت مظفر و منصور واپس آئی یہ بعث تادیبی تھا۔

سریۂ ابان بن سعید محرم } ابان بن سعید کے زیر کمان ایک مہم نجد کیطرف بھیجی گئی جو واپسی میں بعد فتح خیبر مقام خیبر میں آکر رسولؐ کریم کے پاس پہونچی۔ اس سے زیادہ اس مہم کے متعلق پتہ نہیں چلتا۔ اسمیں ابن عمرؓ بھی شامل تھے۔ اس لئے بعض نے اس کو سریہ ابن عمرؓ کرکے بھی لکھا ہے چونکہ اطلاع

نجد کے قبائل اکثر اجتماع کرتے رہتے تھے اور اون پر چند مہمات بھیجی جا چکی تھیں۔
غالباً اس ہی قسم کی یہ مہم بھی ہوگی اس لئے ہم اس کو دفاعی کی قسم قرار دیتے ہیں۔

غزوۂ خیبر
محرم

یہود خیبر۔ اسلام کے مقابلہ میں برابر شرارتیں کئے جاتے تھے۔ دوسروں کو بھی ابھارتے تھے خود بھی طیاری کرتے تھے اس دفعہ انھوں نے عظیم الشان طیاری کی غطفان وغیرہ قبائل کو بھی شریک حال بنالیا۔
رسول کریم کو جب خبر پہونچی تو آپ نے قبل اس کے کہ یہ ٹڈی دل مدینہ پر حملہ آور ہو سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ میں خلیفہ کرکے مع چودہ سو اصحابؓ خیبر کی طرف کوچ کیا اس لشکر کے تین علم تھے بڑا علم جسکا پھریرا حضرت عائشہؓ کی چادر کا تھا علی مرتضیٰ کو دیا گیا باقی دونوں علم حباب بن منذر اور سعد بن عبادہ کو عطا ہوئے (خیبر کو خیبر عملیقی نے مدینہ کے شمال مشرق کی طرف آباد کیا تھا) مدینہ سے روانہ ہوکر حضور نے مقام رجیع پر جو خیبر و غطفان کے درمیان ہے پڑاؤ ڈالا ڈیرے خیمے وہیں نصب کرکے چھوڑے تاکہ غطفان مرعوب ہوکر حسب وعدہ یہود کی مدد کو نہ پہنچ سکیں جب رسول کریم خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو غطفان ہتیار سج کر نکلے دیکھا تو لشکر قریب پڑا ہوا ہے۔ انکو اپنا گھر خود خطرے میں نظر آیا تو یہود کی امداد سے باز رہے۔ لشکر اسلام مغرب کے وقت مقام صہبا پر پہنچ کر مقیم ہوا اور علی الصباح کوچ کرکے طلوع آفتاب کے وقت خیبر کو جا گھیرا خیبر میں یہودیوں کے سات قلعے تھے۔ سب سے پہلے قلعہ ناعم پر حملہ کیا گیا محمود بن مسلمہ نے بڑی دلیری سے جنگ کی۔ دیر تک لڑنے سے تکان ہوگیا تو دم لینے کے لئے قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے کنانہ بن الربیع نے قلعہ کی فصیل سے چکی کا پاٹ انپر گرا دیا یہ اس ہی صدمہ سے شہید ہوگئے مگر یہ قلعہ جلد فتح ہوگیا باقی قلعے بتدریج فتح ہونے لگے۔ قلعہ قموص سب سے زیادہ مضبوط و مستحکم و مسلح تھا اس کے فتح پر جلیل القدر اصحابؓ متعین ہوئے مگر فتح نہ ہوسکا ایک رات کو رسول کریم نے فرمایا کہ میں صبح علم جنگ ایسے شخص کو دونگا کہ خدا جسکو دوست رکھتا ہے اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے اوس کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ صبح کو سب لوگ منتظر تھے کہ یہ دولت کسے نصیب ہوتی ہے۔ آپ نے صبح حضرت علیؓ کو طلب فرماکر جھنڈا اعطا فرمایا۔ اول یہودیوں کا مشہور پہلوان مرحب میدان جنگ میں آیا اوس کے

مقابلہ کو عامر بن اکوع نکلے عامر نے اوس کے پیروں پر تلوار ماری۔ لیکن وہ پلٹ کر خود ان ہی کے گھٹنے پر لگی۔ عامر اس ہی زخم سے شہید ہو گئے۔ تب جھلا کر شیر خدا نے مرحب پر وار کیا۔ اوس نے ذوالفقار کو سپر پر لیا لیکن ذوالفقار سپر مغفر خود سر سب کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اُتر آئی۔ مرحب زمین پر گر پڑا تو یہود نے اکدم حملہ کر دیا مگر علی مرتضیٰ رضہ کے شیرانہ حملوں کے سامنے کچھ پیش نہ گئی اور قلعہ قموص فتح ہو گیا۔ یہود نے عاجز ہو کر صلح کر لی اور بحیثیت کاشتکار وہاں رہنے کا اقرار کیا۔ کنانہ بن الربیع یہودی محمود بن مسلمہ کے قصاص میں قتل کیا گیا۔ قموص کا محاصرہ بیس دن رہا یہ غزوہ دفاعی تھا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں ہے (وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ھذہ۔ یعنی خدا نے تم سے غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جسکو تم حاصل کرو گے۔ چنانچہ یہ غنیمتیں تو تم کو ابھی دیں۔)

بعث محیصہ بن مسعودؓ محرم } خیبر کی فتح سے قبل حضورؐ نے چند سوار بسر کردگی محیصہ بن مسعود یہود فدک کے پاس بھیجے کہ مصالحت کر لیں۔ فدک والوں نے سخت جواب دیا۔ لیکن بعد فتح خیبر خود درخواست کر کے صلح کی یہ بعث انتظامی تھا۔

غزوۂ وادی القریٰ صفر } خیبر سے واپسی میں لشکر اسلام وادی القرے میں خیمہ زن ہوا ابھی اچھی طرح سامان اُترنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک گروہ یہود نے بسر کردگی غرور تیر افگنی شروع کر دی رسول کریم کے غلام مدعم شہید ہوئے۔ یہ دیکھ کر صحابہؓ میں سے زبیرؓ علیؓ۔ ابودجانہ نے حملے کر کے کئی آدمی قتل کئے۔ آخر ان یہودیوں نے بھی خیبر کے شرائط پر صلح کر لی۔ (وادی القرے تیما۔ اور خیبر کے درمیان ایک وادی ہے زمانہ قدیم میں یہاں عاد و ثمود آباد تھے) اس کے بعد اہل تیما کے رئیس سمول بن عادیا نے بھی صلح کر لی۔ یہ غزوہ دفاعی تھا

غزوۂ ذات الرقاع ثانی ربیع الاول } ارض نجد میں محارب و ثعلبہ کے اجتماع کی خبر پر رسول کریم مدینہ میں حضرت عثمانؓ غنی کو خلیفہ کر کے روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام کی آمد سن کر غنیم منتشر ہو گیا۔ اون کی جنبہ

عورتین گرفتار ہوئیں۔ یہ غزوہ دفاعی تھا اس غزوہ میں صحابہؓ کے پیر کنکروں سے زخمی ہوگئے تھے اور اونہوں نے پیروں پر چیتھڑے لپیٹ رکھے تھے نیز اس غزوہ کا علم بھی مختلف کپڑوں کے ٹکڑے جوڑ کر بنایا گیا تھا اسلیئے اس کو غزوہ ذات الرقاع کہتے ہیں اس میں ابوموسیٰ اشعری شامل تھے۔ اس غزوہ میں بھی صلوٰۃ الخوف پڑھی گئی۔

سریۂ ابی بکر شعبان } بجانب نجد ناحیۂ ضریہ (ایک موضع کا نام) میں بنی کلاب (بکر بن ہوازن کی نسل سے تھے) نے اجتماع کیا۔ رسول کریم نے ایک مہم زیر کمان ابوبکر صدیقؓ روانہ کی۔ مقابلہ ہوا دشمن بدحواس ہوکر بھاگا۔ دوسری طرف کو اون کی عورتین بچے وغیرہ بھاگے۔ سلمہ بن اکوع نے عورتوں کی طرف خوف دلانے کے لئے تیر پھینکا وہ تیر آگے جاکر گرا وہ سب ٹھٹک کر وہیں کھڑے ہوگئے سلمہ بن اکوع اُن سب کو گرفتار کرلائے اون میں ایک نہایت حسین لڑکی تھی اوسکو ابوبکر صدیق نے سلمہ بن اکوع سے مانگ لیا۔ جب مدینہ میں آئے تو رسول کریم نے اس لڑکی کو مدینہ بھیجدیا اہل مکہ نے اوسکے بدلے میں چند مسکین و ضعیف مسلمانوں کو آزاد کیا۔ اسکو سریۂ ناحیہ و سریۂ ضریہ و سریۂ صدیقؓ بھی کہتے ہیں یہ سریہ دفاعی تھا۔

سریۂ عمر شعبان } مشرکین ہوازن و بنی ہلال نے وادی تربہ میں اجتماع کیا رسول کریم نے تیس سوار بسرکردگی عمر فاروقؓ روانہ فرمائے دشمن لشکر اسلام کی خبر سن کر فرار ہوگیا یہ سریہ دفاعی تھا اسکو سریہ تربہ سریۂ فاروقؓ بھی کہتے ہیں تربہ ایک مقام ہے ارض بنی عامر میں نواح عبلا میں یمن کے شہر صنعا اور نجران کے راستہ میں

سریۂ بشیر بن سعد انصاری شعبان } بجانب فدک بنی مرہ کے اجتماع پر تیس سوار زیر کمان بشیر بن سعد روانہ کئے گئے ہولناک جنگ ہوئی۔ تمام ہمراہیان بشیر بن سعد شہید ہوئے بشیر زخمی ہوکر واپس آئے۔ اس کو سریۂ مرہ و سریۂ فدک بھی کہتے ہیں۔ یہ سریہ دفاعی تھا۔

سریہ میفعہ رمضان } جہینہ کی اولاسے چند قبائل تھے انکا رئیس حبیش بن عامر بڑا مفسد تھا اکثر آتش فساد بھڑکا رہتا تھا اس لئے اوس کے تمام خاندانی قبائل حرقات کے لقب سے مشہور تھے اُن کے اجتماع پر ارض بنی مرہ میں رسول

کریم نے ایک مہم بسرکردگی اسامہ بن زید روانہ کی۔ مقام میفعہ (ایک موضع ہے نواح نقرہ میں متصل نجد بنی عدال وبنی ثعلبہ کا یہی مقام تھا) پر اسامہ نے اکدم حملہ کر دیا۔ دشمن منتشر ہوکر بھاگا۔ ان میں ایک شخص نہیک بن مرداس تھا اس سے اسامہ بن زید جا بھڑے وہ جب لڑتے لڑتے تھک گیا تو اوسنے کلمہ پڑھا۔ مگر اسامہ نے اوسکو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ جب رسول کریم کو معلوم ہوا تو آپ نے اسامہ سے کہا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد اوس کو کیوں قتل کیا اسامہ نے کہا اوس نے ڈر کے مارے مجھے دہوکہ دینے کے لئے کلمہ پڑھا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اوس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ آپنے سخت اظہار ناراضی فرمایا۔ اسامہ عمر بھر اپنے اس فعل پر نادم رہے اس سریہ میں غالب بن عبد اللہ لیثی بھی شامل تھے اس لئے بعض نے اس سریہ کو ان کی طرف بھی منسوب کیا ہے یہ سریہ ذناعی تھا اسکو سریۂ حرقہ وسریۂ حرقات جہینہ بھی کہتے ہیں بعض نے غلطی سے حرقہ کی جگہ خزیہ لکھدیا ہے۔

سریہ غالب بن عبد اللہ لیثی شوال } بجانب قدید بنی ملوح کے اجتماع پر ایک مہم بسرکردگی غالب بن عبد اللہ لیثی (کلبی بھی لکھتے ہیں) روانہ کیگئی۔ راستہ میں حارث بن مالک لیثی جو ابن برصا کے لقب سے مشہور تھا ملا۔ غالب نے اوس کو گرفتار کر لیا اوسنے کہا میں تو رسول اللہ کے پاس مسلمان ہونے جاتا تھا غالب نے کہا اگر یہ بات سچ ہے تو تم کو ایک دو روز قید رہنے میں کیا مضایقہ ہے انہوں نے منظور کر لیا۔ غالب نے حضرت جندب بن مکیث کو بھیجا کہ بنی ملوح کی خبر لائیں انہوں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بنی ملوح کی بستی کی طرف دیکھا تو ایک شخص نے ایک تیر مارا جو اُن کی آنکھ میں پیوست ہوگیا۔ مگر انہوں نے جنبش نہ کی بے حس وحرکت کھڑے رہے کہ ان کو لشکر اسلام کا پتہ نہ چلے پھر اُس نے دوسرا تیر مارا جو شانہ پر پڑا انہوں نے اب بھی حرکت کی وہ شخص سمجھا کہ یہ آدمی نہیں کوئی اور چیز ہے آدمی ہوتا تو تیر لگنے سے حرکت کرتا یہ سوچکر وہ چلا گیا۔ انہوں نے شام کو آکر بنی ملوح کی خبر دی۔ غالب نے علی الصباح دشمن پر حملہ کیا وہ پریشان ہوکر بھاگے بہت سے مارے گئے اون کے مویشی وغیرہ پکڑے گئے جب لشکر اسلام مال لیکر چلا تو دشمنوں نے مجتمع ہوکر اونکا تعاقب کیا۔ فوج اسلام وادی قدید کے اسطرف تھی اور دشمن اسطرف کہ سیلاب آیا تمام وادی پانی سے بھر گئی۔ دشمن ادھر کھڑے

دیکھا گئے۔ یہہ مال لے کر مدینہ آگئے یہہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریہ قدید و سریہ بنی ملوح بھی کہتے ہیں۔

سریہ جناب شوال | اہل یمن وجبار (یہ مقامات جناب کے پاس ہیں جناب وادی القرے کے مقابل ہے بنواح سلاح وخیبر میں) نے اجتماع کیا۔

عینہ بن حصین (غطفان) نے بھی شرکت کا وعدہ کیا۔ رسولؐ کریم نے خبر پاکر تین سو اصحابؓ بسرکردگی بشیر بن سعد انصاری روانہ کئے۔ سخت جنگ کے بعد لشکر اسلام فتحیاب ہوا۔ یہہ سریہ دفاعی تھا۔ اس کو سریہ سلاح وسریہ یمن وجبار وسریہ بشیر بن سعد بھی کہتے ہیں

سریہ عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی شوال | قبیلہ خثعم بن معاویہ کے رئیس رفاعہ بن قیس نے ایک بڑی جماعت اکٹھی کی

آس پاس کے قبائل بھی شریک ہوگئے۔ غابہ میں آکر یہ لشکر خیمہ زن ہوا۔ رسولؐ کریم نے عبداللہ بن حدرد کو مع تین آدمیوں کے بغرض دریافت حال روانہ کیا۔ عبداللہ ایک ٹیلہ کی آڑ میں چھپکر بیٹھ گئے اتفاق سے رفاعہ ٹیلہ کے پاس آیا انہوں نے رفاعہ کو قتل کردیا۔ اور اون کے تینوں ساتھی تکبیر کہکر لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ دشمن سراسیمہ ہوکر بھاگا یہہ سریہ دفاعی تھا اسکو سریہ غابہ بھی کہتے ہیں۔ ابو قتادہ انصاری بھی اس میں شریک تھے بعض نے اس سریہ کو ان کے نام سے بھی ذکر کیا ہے۔

سریہ اضم شوال | ایک اجتماع پر ایک مہم بسرکردگی عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی (بعض نے عبداللہ بن رواحہ بھی لکھا ہے) روانہ کیگئی اس مہم میں محلم بن جثامہ بھی شریک تھے ان کو راستہ میں عامر بن اضبط ملا۔ اونے کہا السلام وعلیکم محلم سمجھے کہ یہ کافر ہے مجھ کو دہوکہ دینے کے لئے سلام کرتا ہے انہوں نے اوس کو قتل کردیا۔ اس مہم میں کوئی مقابلہ وغیرہ نہیں ہوا۔ جب یہ مہم سے واپس آئے اور رسولؐ کریم نے وہ واقعہ سنا تو محلم کو سرزنش کی۔ قرآن مجید میں یہ آیت اس ہی واقعہ کے متعلق ہے۔ (وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ یعنی جو شخص تم کو ملے اور سلام کرے اوس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں) بعض نے اس سریہ کو ابو قتادہ انصاری کے نام سے بھی لکھا ہے۔

ممکن ہے کہ ابو قتادہؓ بھی اسمیں شریک ہوں۔ باقی ابو قتادہؓ کا سریہ اضم دوسرا ہے جو فتح مکہ سے قبل ہے۔ یہ سریہ دفاعی تھا۔

غزوۂ عمرۃ القضاء ذیقعدہ } حسب قرارداد صلحنامہ حدیبیہ رسول کریم عمرہ ادا کرنے کیلئے مع دو ہزار اصحابؓ روانہ ہوئے مدینہ میں

کلثوم بن حصین غفاری کو خلیفہ کیا۔ ذی الحلیفہ میں پہونچکر لشکر کی ترتیب اسطرح کیگئی آگے آگے سوار زیر کمان محمد بن مسلمہ اون کے پیچھے پیدل بسرکردگی بشیر بن سعد محمد بن مسلمہ سب سے پہلے مقام مرۃ الظہران میں پہنچے وہاں چند قریش اون کو ملے۔ وہ دیکھ کر گھبرائے اور محمد بن مسلمہ سے کہا ہمنے تو عہد شکنی نہیں کی پھر اس شان سے آنا کیا معنے۔ انہوں نے کہا خود رسول کریم تشریف لارہے ہیں اون سے دریافت کرنا آخر بکز ابن حفص کو مع چند آدمیوں کے قریش نے آپکی خدمت میں بھیجا۔ یہ وفد بطن یاجج میں آکر ملا اور عرض کیا ہمارا آپکا یہ معاہدہ ہے کہ آپ مکہ میں اسیقدر ہتیار لیکر داخل ہوں جسقدر سفر میں انسان کے لئے ضروری ہیں آپ نے فرمایا تم اطمینان رکھو میں مکہ میں ہتیار لیکر داخل نہ ہونگا۔ بکز لوٹ گیا اور قریش سے کہا کوئی گھبرانیکی بات نہیں محمد اپنے اقرار پر قایم ہیں۔ اس کے بعد آپنے اسلحہ وغیرہ سامان بطن یاجج (مکہ سے آٹھ میل) میں چھوڑا۔ اور دو سو سوار اوس کی حفاظت کے لئے مقرر کئے باقی اصحابؓ کو لیکر مکہ کیطرف روانہ ہوئے اہل مکہ نے اگرچہ چارناچار عمرہ کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن اون کی آنکھیں اس منظر کو دیکھنا نہیں چاہتی تھیں کہ جس نبی امی کو بیکسی کے ساتھ گھر سے نکالا تھا وہ آج شہنشاہی ٹھاٹھ کے ساتھ وطن میں داخل ہو اس لئے اکثر رؤسائے قریش شہر چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے تھے۔ رسول کریم نے بعد ادائے عمرہ حضرت میمونہ بنت حارث سے عقد فرمایا تین دن بعد قریش نے تقاضہ کیا کہ اب مکہ سے جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو ٹہرنے دو تو اس نکاح کے ولیمہ میں تمھاری دعوت کروں۔ قریش نے کہا ہمکو دعوت منظور نہیں۔ آپ نے فوراً کوچ کا حکم دیا اس کو عمرۃ الصلح و عمرۃ القضا یا۔ وعمرۃ القضیہ بھی کہتے ہیں۔ اس مہم کو بھی انتظامی ہی کہا جاسکتا ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (لقد خلقنا المسجد الحرام انشاءاللہ

یعنی تم مسجد حرام میں داخل ہوگے۔)

سریہ اخرم ذی الحجۃ | بنی سلیم میں وعظ وپند کے لئے پچاس آدمی بسرکردگی اخرم (ابن ابی العوجا بھیجے گئے۔ بنی سلیم نے تیراندازی شروع کی جوانان اسلام بھی باوجود قلیل تعداد کے مقابلہ پر ڈٹ گئے خوب جنگ ہوئی۔ بنی سلیم کی اور کمک آگئی آخر سب نے ان بندگان خدا کو نرغہ میں لیکر ایک ایک کو شہید کردیا صرف ابن ابی العوجا زخمی ہوکر زندہ واپس آئے اس کو سریہ ابن ابی العوجا بھی کہتے ہیں۔ یہ سریہ تبلیغی تھا۔

سنہ ۸ھ

سریہ شجاع بن وہب اسدی ربیع الاول | بنی عامر (قبیلہ ہوازن کی شاخ) نے سی (تالاب کا نام ہے نواح رکبہ میں موضع تربہ کے متصل رکبہ معدن بنی سلیم کے ادہر ہے) پر اجتماع کیا۔ رسول کریم نے چوبیس آدمی زیرکمان شجاع بن وہب روانہ کئے غازیان اسلام نے اکدم غنیم پر حملہ کرکے شکست دی۔ یہ سریہ دفاعی تھا اسکو سریہ سی۔ سریہ بنی عامر۔ سریہ ہوازن بھی کہتے ہیں۔

سریہ ذات اطلاح ربیع الاول | پندرہ اصحاب بسرکردگی کعب بن عمیر غفاری مقام ذات اطلاح (ناحیہ شام میں بلقا سے ایک شب کی راہ پر) بغرض وعظ وپند روانہ کئے گئے۔ دشمنوں نے سب کو گھیر کر شہید کردیا۔ صرف کعب زخمی ہوکر واپس آئے یہ سریہ تبلیغی تھا اس کو سریہ کعب بھی کہتے ہیں۔

سریہ غالب بن عبد اللہ ربیع الاول | ہمراہیان بشیر بن سعد کے انتقام کیلئے سو آدمی زیرکمان غالب بن عبداللہ بنی مرہ پر روانہ کئے گئے (یہ جماعت مقام لیبر علاقہ فدک کے رہنے والی بنی مرہ کے قبیلہ سے تھی) مقام مصاب پر جنگ ہوئی لشکر اسلام نے فتح پائی۔ یہ سریہ انتقامی تھا اس کو سریہ مصاب بھی کہتے ہیں۔ اس سریہ میں عتبہ بن زید وبشیر بن سعد واسامہ بن زید بھی شامل تھے

بعض نے اس مہم کو ان اصحابؓ کے نام سے بھی ذکر کیا ہے۔

سریۂ موتہ جمادی الاوّل حارث بن عمر ازدی رسول کریم کا خط لیکر حاکم بصرے (حوران) کے پاس جاتے تھے راستہ میں شرجیل غسانی حاکم موتہ (ایک مقام کا نام ہے جو شام میں بلقا سے اسطرف ہے) نے اون کو قتل کر دیا۔ رسول کریم نے تین ہزار اصحابؓ بسرکردگی زید بن حارثہ روانہ کئے ثنیۃ الوداع تک حضور نے بذاتِ خود اس فوج کی مشایعت کی علم سفید تھا۔ اور فرمایا کہ "اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب سپہ سالار ہوں اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں۔ اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو پھر مسلمان اپنی جماعت میں سے جس کو چاہیں امیر منتخب کرلیں۔ شرجیل کو جب اس لشکر کی روانگی کی خبر ہوئی تو اس نے بھی تیاری شروع کی۔ بہت سی فوج جمع کی کچھ اس پاس کے عیسائی قبائل بھی جمع ہوگئے ہرقل شاہِ روم نے کمک بھیجی اور خود ایک فوج گراں لیکر ماب (ایک مقام ہے نواح بلقا میں) میں آکر خیمہ زن ہوا الغرض شرجیل کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ فوج جمع ہوگئی۔ صحابۂ کرامؓ نے موقع پر پہنچ کر جب یہ ٹڈی دل لشکر دیکھا تو باہم مشورہ کیا۔ اول یہ رائے ہوئی کہ رسول کریم سے کمک کیلئے عرض کیا جائے پھر سب نے کہا ہمارا لڑنے میں کچھ ہرج نہیں اگر مارے گئے تو شہید ہوئے فتحیاب ہوئے تو عین مراد ہے میدان جنگ میں تین ہزار شیرانِ اسلام لاکھ سے زیادہ باقاعدہ فوج کے مقابلہ پر صف آرا ہوئے اوّل زید بن حارثہ علم اسلام لیکر بڑھے اور نہایت دلیری سے دشمن پر حملہ کیا۔ بہتوں کو واصل جہنم کیا دشمنوں نے اون کو برچھیوں سے چھید ڈالا یہ شہید ہوکر گرے کہ جعفر طیار بڑھے کہیں علم اسلام سرنگوں نہ ہو دوڑ کر علم سنبھالا۔ اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اول اونکا داہنا ہاتھ کٹا تو بائیں ہاتھ میں علم لیلیا وہ ہاتھ بھی کٹ گیا تو علم کو سینہ سے لگا کر دونوں کٹے ہاتھوں سے دبا کر کھڑے ہوگئے آخر دشمنوں نے اکدم حملہ کرکے شہید کر دیا۔ ان کے جسم پر نوے زخم تھے اور سب سامنے کی طرف تھے۔ پشت نے یہ داغ اٹھانا گوارا نہیں کیا ان کے گرتے ہی دوڑ کر عبداللہ بن رواحہ نے علم سنبھالا اور دادِ شجاعت دینے لگے اس عرصہ میں ایک طرف لشکر اسلام کو شکست ہونے لگی تو عبداللہ بن رواحہ بولے مسلمانوں کو شکست ہو اور میں زندہ موجود ہوں یہ کہکر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے کشتوں کے پشتے

لگا دیے آخر خود بھی جام شہادت نوش کیا۔ تو ثابت بن ارقم نے بڑھ کر علم اسلام سنبھالا اور کہا مسلمانو! رسول کریم نے جن تین صاحبوں کو نامزد فرمایا تھا وہ شہید ہو گئے اب تم اپنا امیر منتخب کر لو سب نے کہا ہم تم ہی کو اپنا امیر بناتے ہیں۔ اونہوں نے کہا میں اس قابل نہیں تو سب نے خالد بن ولید کا نام لیا۔ خالد نے آگے بڑھ کر علم سنبھالا اور جھلا کر بپھرے ہوئے شیر کیطرح للکار کر دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑے صفیں کی صفیں صاف کر دیں۔ پرے کے پرے الٹ دیے اوسدن نو تلواریں اون کی ہاتھ میں ٹوٹیں دشمنوں پر رعب چھا گیا آخر رات کی تاریکی نے دونوں لشکروں کو جدا کیا۔ اگلے دن خالد نے اپنے لشکر کو بصورت مربع کھڑا کیا۔ (یہ آجکل نقشہ جنگ میں بڑا کمال سمجھا جاتا ہے اسطرح فوج کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے) دشمن سمجھا کہ رات میں انکی کمک آگئی خالد کی تلوار کا وہ پہلے ہی دن لوہا مان چکے تھے اس لئے خفیف مقابلہ کر کے پسپا ہوئے خالدؓ نے اس امر کو غنیمت جانا۔ تعاقب نہ کیا۔ اور اپنی قلیل جماعت کو مدینہ واپس لے آئے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب آیا تو رسول کریم استقبال کیلئے باہر تشریف لائے مدینہ والوں نے غازیان مؤتہ کیطرف خاک پھینکی اور کہا بھگوڑو! اللہ کے راستے سے بھاگ کر آئے ہو۔ رسول کریم نے منع فرمایا اور فرمایا یہ بھگوڑے نہیں۔ اِسی کارگذاری کے صلہ میں خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطا ہوا تھا یہ سریہ انتقامی تھا۔

سریہ ذات السلاسل جمادی الآخر وادی القریٰ کے اوسطرف ارض شام کے قریب قبائل بلی و عذرہ و بنی قین (قضاعہ کی شاخیں) کی بستیاں ہیں ان سب نے ملکر ایک بڑا اجتماع کیا۔ ان میں کچھ رومی اور عرب متنصرہ بھی آکر شامل ہو گئے مدینہ پر حملہ کا قصد کیا رسول کریم نے اطلاع ہونے پر تین سو اصحاب بسرکردگی عمرو بن العاص روانہ کیے۔ یہ لشکر جب دشمن کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ لہذا رافع بن مکیث جہنی کو طلب کمک کے لئے مدینہ روانہ کیا۔

بعث ابو عبیدہ جمادی الآخر:- دو سو آدمی زیر کمان ابو عبیدہ بن الجراح جن میں ابو بکر صدیقؓ و عمرؓ فاروق بھی شامل تھے عمرو بن العاص کی مدد کیلئے روانہ کیے گئے سلسل (تالاب کا نام) کے کنارہ پر مقابلہ ہوا دشمن

پہلے ہی حملہ میں فرار ہوا لشکر اسلام تین دن قیام کرکے واپس آیا۔ یہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریۂ عمرو بن العاص و سریۂ ابو عبیدہ و سریۂ بلی و عذرہ و سریۂ لخم و جذام بھی کہتے ہیں۔ بعض نے ایک سریہ وادی الرمل حضرت علیؓ کے نام پر قایم کیا ہے لیکن اس نام سے کوئی سریہ معتبر کتب سیر و تاریخ میں مذکور نہیں اور اس سریہ کے جو واقعات لکھے ہیں اون سے ثابت ہوتا ہے اسی ہی سریۂ ذات السلاسل کو سریۂ وادی الرمل کہتے ہیں چنانچہ سید عمار علی (مجتہد شیعی) تفسیر عمدۃ البیان۔ تفسیر سورۂ عادیات میں لکھتے ہیں کہ بنی سلیم نے اطراف مدینہ میں اجتماع کیا۔ لشکر علیؓ وادی الرملہ میں ہوکر گذرا (وادی الرملہ ضریہ کے پاس ہے)۔ اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہے کیونکہ قیدیوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائے تھے۔ مجتہد صاحب نے بھی شان نزول سورۂ عادیات کا قرار دیا ہے لیکن اکثر کتب تفاسیر میں سورۂ عادیات کا شان نزول یوں مرقوم ہے کہ رسول کریم نے منذر بن عمر انصاری کو بنی کنانہ پر بھیجا اون کی واپسی میں دیر ہوئی تو کفار نے کہا کہ مسلمانوں کا لشکر بادیہ پیمائی میں ہلاک ہوگیا۔ اسپر سورۂ عادیات نازل ہوئی جس سے مسلمانوں کو تسکین ہوئی لیکن تلاش کرنے سے اس سریہ کا بھی اس سے زیادہ پتہ نہیں چلتا میرے خیال میں یہ سریہ سریۂ ابان بن سعید ہے جسکا ذکر سنہ (۷) میں ہوا۔ سورۂ عادیات کے متعلق یہ بھی عرض کردینا ضروری ہے کہ۔ مفسرین نے شان نزول میں منذر بن عمر کے سریہ کو بھی لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے۔ مجتہد صاحب نے بھی اس سورۃ کو مکی لکھا ہے اور تمام مفسرین کو قصہ سریۂ منذر بن عمر کے شان نزول ہونے میں شک ہے۔

سریۂ جہینیہ شعبان:- قبیلہ جہینیہ کی ایک جماعت نے اجتماع کرکے رہزنی شروع کی اونپر ایک جماعت صحابہ بسرکردگی ابو عبیدہ بن الجراح سرزمین جہینیہ کی جانب (ساحل بحر کے نواح میں) بھیجی گئی لیکن یہ جرایم پیشہ گروہ پہلے ہی منتشر ہوگیا یہ سریہ تادیبی تھا اوسکو سریہ ابو عبیدہ و سریۂ سیف البحر ثانی بھی کہتے ہیں۔ اکثر متقدمین و متاخرین نے سیف البحر کا ایک ہی سریہ قایم کیا ہے اور اوس کے مختلف اغراض و وجوہات قایم کئے ہیں۔ یہ صورت اس لئے پیدا ہوئی کہ مقام سریہ اور سالار لشکر دونوں ایک ہی ہیں۔ کتاب التنبیہ والاشراف کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ سریۂ سیف البحر اور ہے اور یہ

دوسرا سریہ ہے جو اس ہی سرزمین کو ابو عبیدہ ہی کے زیر کمان روانہ کیا گیا

سریۂ ابو قتادہ ـ رمضان

بطن اضم (درمیان ذی الخشب وذی مروہ) ایک مہم بسر کردگی ابو قتادہ انصاری روانہ کیگئی کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ یہ سریۂ دفاعی تھا اسکو سریۂ بطن اضم بھی کہتے ہیں۔

غزوۃ الفتح رمضان

صلحنامہ حدیبیہ میں ایک دفعہ تھی کہ فریقین ایک دوسرے کے معاہدین کے خلاف کارروائی نہ کریں گے۔ قریش کے حلیف بنو بکر نے اسلام کے حلیف بنو خزاعہ پر حملہ کیا۔ قریش نے بنو بکر کی مدد کی اور بنو بکر کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا۔ بنو خزاعہ نے رسول کریمؐ سے فریاد کی۔ آپ نے قریش کے پاس قاصد بھیجکر تین شرطیں پیش کیں۔ (۱) مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے۔ (۲) قریش بنو بکر کی حمایت سے دست بردار ہوں۔ (۳) اعلان کر دیا جائے کہ معاہدۂ حدیبیہ فسخ ہوگیا" جب سفیر اسلام نے یہ شرطیں قریش پر پیش کیں تو قرطہ نے کہا تیسری شرط منظور ہے۔ قاصد واپس آیا اب قریش کی آنکھیں کھلیں کہ یہ کیا ہوا تو ابو سفیان کو سفیر بنا کر بھیجا کہ معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کرا لائے ابو سفیان پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ (زوجۂ رسول کریم) کے پاس گیا۔ اور رسول کریم کے بستر پر بیٹھنا چاہا۔ حضرت ام حبیبہ نے بستر لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا یہ کیا ام حبیبہ نے کہا یہ بستر سید الطاہرین کا ہے اور تم شرک کی نجاست سے آلودہ ہو۔ اس لئے تم اسپر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابو سفیان نے کہا مجھ سے علیحدہ ہونیکے بعد تیری عادت بدلگئی ام حبیبہ نے کہا خدا نے مجھ کو ہدایت دی اے باپ تو سردار قوم ہے آپکو عقلمند سمجھتا ہے اور مسلمان نہیں ہو جاتا۔ پتھروں کو پوجتا ہے ابو سفیان نے کہا تو نے میری بے عزتی کی اور مجھ سے کہتی ہے کہ باپ دادا کا دین چھوڑ دوں۔ جھنجھلا کر وہاں سے چلا آیا اور رسول کریم سے عرض مطلب کیا۔ آپنے کچھ جواب ندیا تو ابو بکر صدیقؓ عمر فاروقؓ فاطمہ زہراؓ سے کہا۔ انہوں نے کہا ہم اس معاملہ میں کچھ عرض کرنیکی جرأت نہیں کرسکتے۔ اب ابو سفیان علی مرتضےٰ کے سر ہوا کوئی تدبیر تبلاؤ کوئی صورت نکالو علی مرتضےٰ نے بطور مذاق اس سے کہا کہ تم مسجد میں کھڑے ہوکر رسول کریم کی موجودگی میں کہدو کہ میں نے قریش کو امان دی محمد میری اماں نہ توڑینگے۔ ابو سفیان نے کہا یہ کچھ مفید ہوگا؟ علی مرتضیٰ نے کہا یہ میں نہیں کہہ سکتا ایک تدبیر تمکو تبلاؤں۔ ابو سفیان نے ایسا ہی کیا اور مکہ کو چلا گیا۔

وہاں پہنچکر جب یہ واقعہ بیان کیا تو قریش نے ملامت کی کہ نہ صلح کر کے آیا نہ لڑائی کی خبر لایا۔ علیؓ نے تجھ سے ٹھٹھہ کیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی بہت بڑبڑائی۔ رسول کریم نے فوج جمع کرنیکا حکم دیا۔ آخر دس رمضان کو بارہ ہزار جمعیت کے ساتھ کوکبۂ نبویؐ روانہ ہوا۔ مدینہ میں عبداللہ بن مکتوم کو خلیفہ کیا۔ وہاں سے روانہ ہوکر مقام مرۃ الظہران میں قیام فرمایا۔ اہل مکہ نے خبر لینے کے لئے ابوسفیان۔ حکم بن حزام۔ بدیل بن ورقا کو بھیجا ان تینوں نے پشتہ مرالظہران پر چڑھ کر دیکھا تو دنگ ہوگئے حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو پہچان کر پکارا۔ ابوسفیان عباس کے پاس آیا وہ اوسکو اپنی امان میں رسول کریم کی خدمت میں لائے۔ ابوسفیان مشرف باسلام ہوگئے۔ اگلے دن رسول کریم نے اعلان کردیا کہ جو شخص ہتھیار ڈالدے۔ جو گھر کا دروازہ بند کرلے۔ جو حرم شریف میں پہنچ جا جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے۔ اوس کے لئے امان ہے۔ اب لشکر اسلام مکہ کی طرف بڑھا رسول کریم نے منع فرمادیا تھا کہ کوئی قتال نہ کرے جبتک کہ اوسپر حملہ نہ ہو چنانچہ کسی طرف کسی نے مزاحمت نہ کی عکرمہ بن ابی جہل وصفوان بن امیہ نے ایک جماعت کے ساتھ ایک طرف مزاحمت کی اور مسلمانوں پر حملہ کیا اوسطرف خالد بن ولید کے زیر کمان لشکر اسلام تھا خالدؓ نے کافروں کو مارتے مارتے قریب دروازہ مسجد الحرام کے پہنچا دیا۔ ستر کافر قتل ہوئے۔ سرداران کفار فرار ہوئے۔ رسول کریم نے عفو عام کا اعلان کرا دیا۔ یہ رحم وکرم دیکھ کر لوگ جوق جوق داخل اسلام ہونے لگے۔ آپ نے کعبہ میں پہنچ کر بت نکالے یہ غزوہ انتقامی تھا۔ اسکو غزوہ مکہ بھی کہتے ہیں اسکا ذکر قرآن مجید میں ہے (ھُوَ الَّذِی كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ۔ یعنی اللہ نے روکدئے اون کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اون سے مکہ میں اور تم کو فتح دی)۔

سریۂ خالدؓ رمضان ۸ھ بنی کنانہ کے بت عزی (نخلہ میں تھا قریش وبنی شیبان بھی اوس کی پرستش کرتے تھے۔ سعد بن ظالم غطفانی نے اسکی پرستش جاری کرائی تھی) کو منہدم کرنے کیلئے تیس سوار بسر کردگی خالد بن ولیدؓ بھیجے گ جو بت کو منہدم کرا آئے۔ یہ سریہ انتظامی تھا۔

سریۂ عمرو بن العاص رمضان } ہذیل کے بت سواع (ینبوع کی اطراف رہاط میں تھا) کو منہدم کرنے کے لئے ایک مہم بسرکردگی
عمرو بن العاص روانہ کیگئی وہ بت منہدم کیا گیا۔ یہ سریہ انتظامی تھا۔

سریۂ سعد بن زید اشہلی رمضان :۔ } اوس خزرج غسان کے بت منات (قدید کے قریب سمندر کے کنارہ قصبہ مشلل میں تھا)
کو منہدم کرنے کیلئے بیس سوار زیر کمان سعد بن زید روانہ کئے گئے جو اوس کو اکھاڑ آئے۔
بعض نے لکھا ہے کہ اس بت کو ابو سفیان نے اکھاڑا۔ بعض نے حضرت علیؓ کا نام تحریر
کیا ہے یہ سریہ انتظامی تھا۔

سریۂ خالد بن سعید رمضان :۔ } مقام عرنہ کی بت شکنی کیلئے چند اصحاب زیر کمان خالد بن سعید بھیجے گئے جو بتوں کو توڑ آئے اسکو
سریۂ عرنہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سریہ انتظامی تھا

سریۂ ہشام بن العاص رمضان :۔ } یلملم کی بت شکنی کے لئے ایک مہم بسرکردگی ہشام بن العاص بھیجی گئی۔ جو کامیاب
واپس آئی یہ سریہ انتظامی تھا۔

سریۂ ذی الخلصہ رمضان :۔ } قبیلۂ خثعم (یمن میں) کے اجتماع پر ڈیڑھ سو اصحاب زیر کمان بسرکردگی جریر بن عبد اللہ احمس روانہ
کئے گئے جو خفیف جنگ کے بعد کامیاب ہوئے اور وہانکا بت توڑا گیا اسکو سریۂ جریر
بن عبد اللہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سریہ دفاعی تھا۔

سریہ خالد شوال :۔ } بنی جذیمہ (انکا مقام ناحیۂ یلملم میں تھا یہ بنی کنانہ کی شاخ تھی) کی طرف بغرض تبلیغ رسول کریمؐ نے ساڑھے تین سو اصحاب زیر کمان
خالد بن ولید بھیجے۔ بنی جذیمہ اس لشکر کے پہنچنے سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے۔
خالد نے غمیصا (تالاب کا نام) کے کنارے ڈیرے ڈالے۔ بنی جذیمہ کو خطرہ تھا کہ
اون کے اسلام کو سن کر آس پاس کے قبائل مشتعل ہو کر حملہ نہ کر دیں جب
اس لشکر کو اونہوں نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ قرب وجوار کے کفار آ گئے ہیں"

وہ ہتیار سج کر نکلے لیکن جب لشکر اسلام کو دیکھا تو پکارے صبانا صبانا۔ یہ لفظ کفار عرب بطور طعن مسلمانوں کیلئے استعمال کرتے تھے جسکا یہ مطلب تھا کہ دین آبائی سے منحرف ہوکر گمراہ ہوگئے" یہ دہقانی اس حقیقت سے آگاہ نہ تھے۔ انھوں نے اس لفظ کو اپنے قبول اسلام کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ خالد سمجھے کہ یہ طنز وطعن کرتے ہیں سب کو گرفتار کرلیا اور حکمدیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کردے۔ بنی سلیم نے تعمیل حکم کی مگر دیگر اہل لشکر نے اون کے حالات تحقیق کرکے اپنے قیدی رہا کردئے جب یہ مقدمہ رسُول کریم کے حضور میں پیش ہوا تو آپ نے خالد کو سرزنش فرمائی۔ اور دو مرتبہ ہاتھ اٹھاکر فرمایا الٰہی! جو کچھ خالد نے کیا میں اُس سے بری ہوں اس سریہ میں عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی بھی شریک تھے۔ یہ سریہ تبلیغی تھا۔ اوسکو سریہ یلملم اور بند جزیمہ بھی کہتے ہیں۔ رسُول کریمؐ نے علی مرتضےٰ کو بھیجا کہ مقتولین کا خون بہا ادا کردیں بعض نے علی مرتضٰی کی اس روانگی کا بھی سریہ قایم کیا ہے۔

غزوۂ حنین شوال — قبائل ہوازن وثقیف فتوحات اسلام کو سُن سُن کر مشتعل ہوتے تھے۔ وہ نہایت جنگجو اور بہادر مشہور تھے انہوں نے تہتیہ کیا کہ اس مذہب کا استیصال ہم کرینگے چنانچہ تیس ہزار فوج زیر کمان عوف بن مالک مکہ کے ارادہ سے نکلکر وادی حنین (مکہ سے براہ عرفات طایف کے قریب بارہ میل کے فاصلہ پر ذوالمجاز کے پہلو میں) میں خیمہ زن ہوئے۔ رسُول کریم نے اوّل عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو بطور جاسوس بھیج کر خبر معلوم کی (بعض نے عبداللہ کی اس روانگی کو بھی سریہ قرار دیا ہے) رسُول کریم بارہ ہزار اصحابؓ کو لیکر روانہ ہوئے حنین پہنچنے کے لئے مسلمانوں کو ایک تنگ درہ میں سے گذرنا تھا۔ کفار نے جابجا گھاٹیوں میں سے فوجی دستے چھوڑ رکھے تھے۔ جب لشکر اسلام پہونچا تو گھاٹی والوں نے اکدم حملہ کردیا مسلمان گھبراکر منتشر ہوگئے۔ حضرت رسول کریم مع چند اصحاب کے میدان میں رہ گئے۔ آپ دلدل پر سوار تھے آگے کو بڑھے۔ اور یہ رجز آپ کی زبان مبارک پر تھا۔ (انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں")

آپ کے آگے بڑھنے پر حضرت عباسؓ نے مسلمانوں کو آواز دی سب آکر جمع ہوگئے۔ اور ایک ہولناک جنگ کے بعد کفار شکست کھاکر بھاگے اس معرکہ میں

ابو طلحہ کی بیوی ام سلیم اور خالد بن ولید نے بڑی دلاوری و جوانمردی کے کام کئے۔ چھ ہزار کافر گرفتار ہو کر غلام بنائے گئے۔ پھر حضورؐ نے سب کو آزاد فرما دیا یہ رحم و کرم دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے اس کو غزوہ ہوازن و غزوہ ثقیف بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ دفاعی تھا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں ہے (ویوم حنین اذا عجبتکم)

بعث علبیدا شوال:۔ لشکر حنین میں سے ایک جماعت زیر کمان ابو عامر عبید بن سلیم اشعری مفرورین کے تعاقب میں اوطاس کو روانہ کی گئی سخت جنگ کے بعد مسلمان فتحیاب ہوئے ابو عامر شہید ہو گئے تو ان کے بھتیجے ابو موسیٰ اشعری (انکا نام عبد اللہ بن قیس تھا) امیر العسکر بنائے گئے اس معرکہ میں سلمہ بن اکوع بھی شامل تھے یہ بعث دفاعی تھا اس کو سریۂ ابو عامر و سریۂ ابو موسیٰ و سریۂ عبد اللہ بن قیس و سریۂ سلمہ بن اکوع و سریۂ اوطاس بھی کہتے ہیں۔ اس جنگ میں حضورؐ کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ لشکر اسلام میں منجنیقیں۔ کلین۔ آلات قلعہ شکن یعنی دبابہ و ضبور کو رواج دیا جائے یہ چیزیں جرش (علاقہ یمن) میں بنتی تھیں اسلئے آپ نے اس کام کے سیکھنے کیلئے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ کو بھیجا۔

بعث طفیل بن عمرو الدوسیؓ شوال:۔ طائف کو روانہ ہونے سے قبل لشکر اسلام کا ایک دستہ زیر کمان طفیل بن عمرو انہدام بتخانہ ذی الکفلین کے لئے روانہ کیا گیا۔ (یہ ایک لکڑی کی مورت تھی) طفیل نے اس کو جلا دیا۔ اور بتخانہ ڈھا دیا۔ اور اپنی قوم کے چار سو آدمی مسلمان کر کے غزوہ طائف میں شریک کر دئے اس کو سریۂ ذی الکفلین بھی کہتے ہیں یہ بعث انتظامی تھا۔

غزوۂ طائف شوال:۔ مال غنیمت حنین کو آپ نے مقام جعرانہ میں رکھا اور اوسکی حفاظت کے لئے مسعود بن عمرو غفاری کو مامور کر کے خود مفرورین حنین کے تعاقب میں جو طائف میں جا کر پناہ گزین ہوئے تھے روانہ ہوئے خالد بن الولید آگے آگے مقدمۃ الجیش کی شان سے چلے۔ پہلا پڑاؤ نخلۂ یمانیہ میں ہوا دوسرا قرن میں۔ تیسرا ملیح میں۔ چوتھا بحر الرغاء میں۔ یہاں سے قریب مقام لیہ میں مالک بن عوف سپہ سالار کفار کا قلعہ تھا۔ آپ نے اوس کو منہدم کر دیا۔ پھر آگے مقام ضیقہ پر

پہنچے۔ آپ نے فرمایا اسکا نام ضیقہ نہیں یسری ہے۔ یہاں سے کوچ کرکے مقام نخب میں اُترے۔ یہاں کفار ثقیف میں سے ایک رئیس کا محل تھا اوس کو منہدم کرایا۔ یہاں سے کوچ کرکے آپ خاص طایف کی فصیل کے نیچے اُترے۔ دشمنوں نے شہر پناہ پر سے تیر و پتھر برسانے شروع کئے کئی صحابی شہید ہوئے۔ وہاں سے ہٹ کر آپ نے ایک بلند مقام پر پڑاو ڈالا (جہاں اب مسجد طایف ہے) اور چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کرکے سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے ایک منجنیق قایم کرکے شہر پر سنگ باری کیگئی لیکن یہ کچھ مفید ثابت نہ ہوئی۔ آخر خالدؓ بن ولید نے دیوار شہر کے نیچے پہنچ کر آواز دی کہ جو کوئی مرد ہو میرے مقابلہ کو آئے عبد یالیل نے اندر سے جواب دیا۔ ہم میں سے کوئی نہ نکلیگا۔ قلعہ ہی میں اطمینان سے بیٹھے رہیں گے۔ ہمارے پاس برسوں کیلئے سامان جمع ہے اگر تم برسوں گھیرے پڑے رہے تو جب ہمارے پاس کچھ نہ رہیگا تو باہر نکلکر تم سے لڑینگے آخر چند اصحابؓ نے چمڑے کے متحرک قلعے بنا کر اون کے نیچے نیچے چلکر دیوار قلعہ کے نیچے پہنچ کر سینده دینا (نقب) شروع کی محصورین نے لوہے کے ٹکڑے آگ میں سرخ کرکے پھینکنے شروع کئے تو صحابہ کو وہاں سے ہٹنا پڑا مگر ہٹتے ہی فصیل سے تیروں کی بوچھار ہوئی اور سب شہید ہوگئے۔ جب فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اٹھارہ دن کے بعد محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ اس محاصرہ میں بارہ صحابیؓ شہید ہوئے۔ اون میں ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بھی تھے۔ جب آپ روانہ ہونے لگے تو بعض اصحاب نے کہا یا رسول اللہ! ثقیف کے لئے بد دعا کیجئے۔ آپ نے دعا کی یا اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور اون کو میرے پاس بھیج۔ طایف سے ہٹ کر جب آپ جعرانہ میں آکر مقیم ہوئے تو سپہ سالار کفار مالک بن عوف اپنی قوم سے چھپ کر آئے اور مسلمان ہوگئے یہہ غزوہ دفاعی تھا۔

سریہ صخر بن عیلہ
ذیقعدہ ۸ھ

رسول کریم کے صحابی صخر بن عیلہ رئیس احمس نے جب یہ سنا کہ رسول اللہ نے طایف کا محاصرہ کر رکھا ہے تو اپنے قبیلہ سے کچھ فوج جمع کرکے محاصرہ میں شامل ہونیکو آئے موقع پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ رسول کریم نے طایف کو غیر مفتوح چھوڑا۔ اب اونہوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور اوس وقت تک محاصرہ نہ اوٹھایا جبتک کہ اہل طائف نے رسول کریم سے صلح نہ کرلی اسکو یہ سریہ طایف بھی کہتے ہیں۔

یہ سریہ دفاعی تھا۔

بعث قیس بن سعد — ذیقعدہ :- جعرانہ میں رسول کریم نے سنا کہ قبیلہ صدا (ناحیہ یمن) نے اجتماع کیا ہے آپ نے چار سو اصحابؓ زیر کمان قیس بن سعد بن عبادہ روانہ کئے لشکر اسلام مقام صدر قنا تک پہنچا تھا کہ اہل صدا کو خبر ہوئی اون کے رئیس زیاد بن حارث نے حاضر ہوکر معافی چاہی آپ نے لشکر واپس طلب کر لیا یہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریہ صدا اور سریۂ صدر قنا بھی کہتے ہیں

سریہ خضرۃ — ذیقعدہ ایک مہم زیر کمان ابوقتادہ انصاری اجتماع غطفان پر بمقام خضرۃ (خضرۃ بستان ابن عامر سے بیس میل نواح نجد میں ہے بنی محارب کا مقام ہے) روانہ کیگئی۔ مقابلہ نہیں ہوا۔ یہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریۂ ابوقتادہ بھی کہتے ہیں۔ اس میں ابن عمرؓ بھی شامل تھے بعض نے اس سریہ کو ان کے نام سے بھی لکھا ہے۔

سریہ عوف بن مالک — ذی الحجہ :- عوف بن مالک جب جعرانہ میں آکر مسلمان ہوئے تو رسول کریم نے اون کو حکم دیا کہ اپنے قبیلہ کے آدمیوں سے لشکر مرتب کرکے بنی ثقیف و بنی ثمالہ و بنی سلمہ (یہ قبائل نواح طائف میں آباد تھے) سے جہاد کریں۔ انہوں نے تعمیل کی آخر ان قبائل نے صلح کر لی یہ سریہ دفاعی تھا۔ یہ سریہ ان قبائل کے ناموں سے بھی مشہور ہے۔

سریہ علاء ابن حضرمی — ذی الحجہ ایک جماعت صحابہؓ جسمیں ابوزیدؓ انصاری و عمرو بن العاصؓ بھی تھے زیر کمان علاء بن حضرمی بغرض تبلیغ بحرین و عمان کو روانہ کیگئی۔ بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کی مسجد میں ہوا جو جواثی میں ہے یہ سریہ تبلیغی تھا۔ اس کو بعض نے عمرو بن العاص کے نام سے بھی لکھا ہے۔ اور اس کو سریۂ بحرین و عمان بھی کہتے ہیں۔

سریہ عروہ بن مسعود — ذی الحجہ عروہؓ بن مسعود نے اسلام قبول کرکے اجازت چاہی کہ اپنی قوم ثقیف میں تبلیغ کریں۔

آپ نے اجازت دیدی۔ جب عروہ نے اپنی قوم کے سامنے کلمہ شہادت پڑھا تو قوم نے ان پر تیر پتھر برسا کر شہید کر دیا۔ یہ سریہ تبلیغی تھا۔

۹ھ سنہ

سریۂ عینہ بن حصین محرم | بشیر بن کعب کو رسول کریم نے تحصیل زکوٰۃ کیلئے روانہ کیا۔ بنی کعب نے زکوٰۃ ادا کرنیکا ارادہ کیا لیکن بنی عنبر (بنی تمیم کی شاخ) حارج ہوئے اور کہا کہ ہم مال زکوٰۃ محمدؐ کے پاس نہ جانے دینگے بشیر نے مدینہ آکر رسول کریم سے عرض کیا آپنے پچاس سوار زیر کمان عینہ بن حصین روانہ کئے عینہ نے اکدم بنی تمیم پر حملہ کر دیا۔ اون کے چند مرد عورتیں بچے گرفتار ہوئے اب بنی تمیم سے سوائے اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ عاجزانہ دربار رسالت میں حاضر ہوں چنانچہ اقرع بن حابس وغیرہ اکابر قوم مدینہ حاضر ہوئے رسول کریمؐ اپنے حجرات میں تھے ان لوگوں نے کچھ دیر انتظار کیا۔ پھر حجروں کے پچھواڑے جاکر چلا چلا کر پکارنے لگے محمدؐ باہر آئے ہم کھڑے ہیں ہم تم سے اشعار میں مقابلہ کریں گے۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ یعنی جو لوگ تجھ کو پکارتے ہیں حجروں کے پیچھے سے غرض آپ تشریف لائے بنی تمیم نے چاہا کہ دربار رسالت کے شعراء سے ہمارے شعراء کا مقابلہ ہو آپ نے منظور فرمالیا اوّل اون کے شاعر زبرقان نے اپنی قوم کے فضائل میں قصیدہ پڑھا۔ ادہر سے حسّان بن ثابتؓ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے پھر اقرع بن دارم نے چند اشعار پڑھے۔ اُن کا جواب بھی حسان نے دیا۔ بنی تمیم محجوب ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے اسی کو سریۂ بنی تمیم و بنی عنبر و سریۂ سقیا (سقیا ایک چشمہ ہے بنی عنبر ارض بنی تمیم اور سقیا کے درمیان) بھی کہتے ہیں یہ سریہ انتظامی تھا۔

سریۂ قطبہؓ بن عامر صفر | بنی خشعم کی اجتماع پر بمقام بیشہ (قریب تربہ) بیس آدمی زیر کمان قطبہ بن عامر روانہ کئے گئے۔ دشمن نے مقابلہ کر کے شکست کھائی اور فرار ہوا یہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریۂ بیشہ و سریۂ خشعم بھی کہتے ہیں۔

سنہ ۹ھ ضحاک بن سفیان ربیع الاول:- بنی کلاب کے اجتماع پر (قرطاکے قریب) ایک مہم بسرکردگی ضحاک بن سفیان کلابی روانہ کیگئی جو بعد جنگ مظفر و منصور واپس آئی۔ مقام زج زج پر دشمن سے مقابلہ ہوا یہ سریہ دفاعی تھا اسکو سریۂ بنی کلاب و سریۂ قرطا و سریۂ زج زج بھی کہتے ہیں اس مہم میں اصید بن سلمہ بھی شریک تھے۔ بعض نے اس مہم کو انکے نام سے بھی ذکر کیا ہے۔

سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی ربیع الثانی:- بد معاشان حبشہ نے جدہ پر لوٹ مار شروع کی ان کی سرکوبی کے لئے تین سو آدمی زیر کمان علقمہ روانہ کئے گئے۔ ان کی روانگی کے بعد معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے

بعث عبد اللہ بن حذافہ السہمی ربیع الثانی:- ایک دستہ فوج زیر کمان عبد اللہ بن حذافہ علقمہ کی مدد کے لئے روانہ کیا گیا۔ ایک مقام پر پہنچ کر عبد اللہ نے آگ جلوائی اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ آگ میں پھاند پڑیں بعض مستعد ہوگئے بعض نے انکار کیا۔ عبد اللہ نے کہا میں آزماتا تھا کہ تم کسقدر اپنے سردار کے مطیع ہو۔ واپسی جب یہ قصہ رسول کریم کے گوش گذار ہوا تو آپ نے فرمایا معصیت میں کسی کی اطاعت نہ چاہئے الغرض جب دونوں لشکر موقع پر پہنچے تو دشمن فرار ہوگیا۔ یہ سریہ تادیبی تھا۔ اس کو سریۂ جدہ و سریۂ حبشہ و سریۂ انصار بھی کہتے ہیں

غزوۂ تبوک رجب:- تبوک مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام ہے عرب میں اس زمانہ میں قحط تھا کسی نے یہ مشہور کر دیا کہ محمدؐ کا انتقال ہوگیا والئی غسان نے ہرقل شاہ روم کو لکھا کہ یہ اچھا موقع ہے عرب پر حملہ کیا جائے۔ ہرقل نے منظور کر لیا کچھ فوج والئی غسان نے جمع کی کچھ آدمی قبائل لخم و جذام عاملہ وغیرہ کے جمع ہوگئے چالیس ہزار فوج ہرقل نے بھیجدی یہ سب اجتماع بلقا دار السلطنت غسان میں ہوگیا ہرقل خود آکر حمص میں مقیم ہوا۔ شام کا نبطی سوداگر مدینہ میں روغن زیتون وغیرہ فروخت کرنے کیلئے آیا اوسنے آکر یہ ماجرا بیان کیا۔ رسول کریم نے سامان جنگ شروع کیا گرمی کا موسم قحط کا زمانہ۔ اس وقت کسی قسم کا سامان وغیرہ موجود نہ تھا۔ مجاہدین ہر طرح سے بے سروسامان تھے۔ ابوبکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال لاکر حضور میں پیش کر دیا عمر فاروقؓ

نے نصف مال دیدیا۔ عثمانؓ غنی نے بیس ہزار سپاہیوں کا سامان کردیا۔ حضورؐ نے خوش ہوکر فرمایا۔ اسکے بعد عثمانؓ کو کوئی عمل نقصان نہ پہنچاسکیگا۔ الغرض تیس ہزار لشکر ہمراہ لیکر مدینہ میں سباع بن عرفطہ کو خلیفہ کرکے اور علی مرتضےٰ کو اطفال واہل بیت کی نگرانی کیلئے چھوڑکر آپ روانہ ہوئے۔ علمبردار ابوبکرؓ صدیق تھے۔ ایک بڑی بیرق زبیر بن عوام کو دیگئی۔ قبیلۂ اوس کا نشان اسید بن حضیر کو۔ بنی خزرج کا نشان حباب بن منذر کو دیا گیا۔ یہ لشکر تبوک میں جاکر خیمہ زن ہوا مگر نہ غسانی مقابلہ پر آئے نہ رومی کیونکہ یہ سب جنگ موتہ میں مٹھی بھر مسلمانوں کا لوہا مان چکے تھے یہاں جنگ تو نہ ہوئی مگر اس سفر کا نتیجہ بہت اچھا رہا۔ اول تو تمام میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی دوسرے اطراف تبوک کے رؤسا والیٔ آیلہ۔ اہل اذرح۔ اہل جربا۔ اہل مقنا۔ اظہار اطاعت کے لئے حاضر ہوئے اور جزیہ دینے پر راضی ہوگئے۔ یہ غزوہ دفاعی تھا۔ اس غزوہ کو غزوۂ عسرت و جیش العسرت غزوۂ فاضحہ بھی کہتے ہیں اس غزوہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرت یعنی اللہ نے رحمت نازل کی نبی اور مہاجرین و انصار پر جنہوں نے مدد کی نبی کی عسرت کے وقت۔)

بعث خالد شعبان:۔ لشکر تبوک سے چار سو بیس آدمی زیر کمان خالد بن ولید اکیدر والی دومۃ الجندل کی گرفتاری کے لئے روانہ کئے گئے۔ یہ علاقۂ دومۃ الجندل کے قلعہ مارن میں رہتا تھا اس علاقہ میں پہلے بھی دو مہمات آچکی تھیں۔ اکیدر نے جنگ موتہ میں بھی مسلمانوں کے خلاف والیٔ غسان کی مدد کی تھی خالد رات کے وقت قلعہ کے قریب پہنچے۔ اکیدر اور اسکا بھائی حسان مع چند آدمیوں کے شکار کھیل رہے تھے کہ خالد نے جا گھیرا اکیدر تو سہم گیا۔ مگر حسان تلوار لیکر سامنے ہوا اور مارا گیا۔ اکیدر گرفتار ہوا۔ باقی اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ اکیدر کی گرفتاری کے بعد خالد نے قلعہ پر قبضہ کرنا چاہا تو اکیدر کے تیسرے بھائی مصاد نے قلعہ بند کرلیا۔ اکیدر نے خالد سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ ہم سے کچھ مال لیکر صلح کرلیں اور مجھ کو رسول کریمؐ کے پاس لے چلیئے وہ جو حکم دینگے اوس کی تعمیل کی جائیگی خالد نے اوس کی یہ التجا قبول کی

اکیدر نے قلعہ کھلوایا۔ اور حسب قرارداد مال مویشی لئے وہ اور اسکا بھائی خالد کے ساتھ رسول کریمؐ کے حضور میں حاضر ہوئے آپ نے ادائی خراج کا وعدہ لیکر دونوں بھائیوں کو چھوڑ دیا۔ یہ بعث انتقامی تھا اس کو سریہ مازن بھی کہتے ہیں۔

سریہ علی رمضان ؁ } بنی طئے کے اجتماع پر ڈیڑھ سو آدمی بسر کردگی علی مرتضےٰ روانہ کئے گئے۔ بنی طئے جنگ کے بعد مغلوب ہوئے اون کا سردار عدی بن حاتم طائی فرار ہوا۔ اون کے بہت سے مرد و عورت و مویشی گرفتار ہوئے طی کا بتخانہ فلس منہدم کیا گیا۔ فلس کی مورت کے گلے میں دو تلواریں لٹکی ہوئی تھیں جو حارث بن ابی شمر والی غسان نے چڑھائی تھیں حضرت علی نے وہ تلواریں لیلیں سب سامان اور قیدیوں کو لیکر مدینہ آگئے ان قیدیوں میں حاتم طائی کی لڑکی سفانہ بھی تھی اوس کو رسول کریمؐ نے نہایت عزت و احترام سے بہت سے تحایف دیکر رخصت کیا آپکا یہ رحم و کرم دیکھکر عدی بن حاتم طائی اور دیگر اہل قبائل مسلمان ہوگئے اس سریہ میں خالد بن ولید بھی شامل تھے یہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریہ طی و سریہ فلس بھی کہتے ہیں۔

سریہ مغیرہ رمضان ؁ } ایک مہم جس میں ابوسفیان بھی شامل تھے زیر کمان مغیرہ بن شعبہ بنی ثقیف کے بت لات کو توڑنے کے لئے روانہ کیگئی (بنی ثقیف مسلمان ہوچکے تھے) کیا تماشا ہے کہ لات و عزےٰ پر جان و مال نثار کرنیوالے اون کے احترام کے لئے خون کا دریا بہانیوالے جنگ احد میں اعلی الہبل کا نعرہ لگانیوالے ابوسفیان آج لات پر لات مارنے جارہے ہیں اسکو سریہ ابوسفیان و سریہ ثقیف و سریہ لات بھی کہتے ہیں یہ سریہ انتظامی تھا۔

سریہ جرش ذیقعدہ } رسول کریمؐ کی خدمت میں جب قبیلہ ازد کا وفد آیا تھا تو اوس میں صرد بن عبد اللہ بھی آئے تھے جب یہ مشرف باسلام ہوئے تو رسول کریمؐ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے قبیلہ سے لشکر مرتب کرکے قبائل یمن و خثعم پر جو محارب اسلام ہیں اور شہر جرش میں پناہ گزین ہیں جہاد کریں صرد بن عبد اللہ نے جرش کا محاصرہ کرلیا جب محاصرہ کا کچھ نتیجہ نہ دیکھا تو وہاں سے واپس چلے اہل قلعہ پیچھے سے اکدم انپر لوٹ پڑے اور کوہ شکر پر ہولناک جنگ ہوئی اہل اسلام کو

شکست ہوئی یہہ سریہ ہجومی تھا۔ اسکو سریۂ عمرو بن عبداللہ و سریۂ شکر بھی کہتے ہیں۔

سریۂ خباب ذیقعد } ایک مہم بسرکردگی عکاشہ بن محصن مقام خباب (ارض بلی و عذرہ میں) کو ایک اجتماع (یہ گروہ بنی قضاعہ کی نسل سے تھا) پر بھیجی گئی۔ مقابلہ نہیں ہوا یہ سریہ دفاعی تھا اس کو سریہ عکاشہ و سریۂ بلی و عذرہ بھی کہتے ہیں۔

سریۂ عبد المدان ذی الحجہ } حضرت خالد بغرض تبلیغ قبیلۂ بنو حرث بن کعب (عبد المدان بھی کہتے ہیں) کے پاس نجران مع چار سو اصحاب بھیجے گئے۔ نیتجہ تمام قبیلہ مشرف باسلام ہوا۔ یہہ سریہ تبلیغی تھا اس کو سریۂ خالد و سریۂ نجران بھی کہتے ہیں۔

سنہ ۱۰ھ

سریۂ ہمدان شعبان :- } قبیلۂ ہمدان میں تبلیغ کیلئے ایک جماعت صحابہؓ زیر کمان خالد بن ولید روانہ کیگئی مگر کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا اس کو سریۂ خالد بھی کہتے ہیں یہ سریہ تبلیغی تھا۔

سریۂ علی رمضان } یمن میں قبیلۂ ہمدان کے پاس رسول کریمؐ کا خط لیکر بغرض تبلیغ مع چند اصحابؓ حضرت علیؓ بھیجے گئے تمام قبیلہ مسلمان ہوگیا یہ سریہ تبلیغی تھا اسکو سریۂ یمن بھی کہتے ہیں۔

سریۂ مذحج رمضان :- } یمن کے قبیلۂ مذحج میں حضرت علیؓ بغرض تبلیغ بھیجے گئے۔ قبیلہ والوں نے تیر پتھر برسائے اسپر جنگ ہوئی آخر وہ فرار ہوئے یہ سریہ تبلیغی تھا۔

سریۂ اطراف مکہ شوال } خالد بن ولید مع چند اصحاب تبلیغ کے لئے بھیجے گئے یہہ سریہ تبلیغی تھا۔

سریۂ طئے شوال } عدی بن حاتم طائی مع چند اصحاب قبیلۂ طئے میں (یمن) میں بغرض تبلیغ بھیجے گئے۔ یہ سریہ تبلیغی تھا۔ اس کو سریۂ عدی بھی کہتے ہیں۔

سریہ زبید | ابو موسیٰ اشعری مع چند اصحابؓ زبید و عدن بغرض تبلیغ
شوال :- | بھیجے گئے۔ اس کو سریہ عدن و سریہ ابو موسیٰ بھی کہتے ہیں۔

یہ سریہ تبلیغی تھا۔

سریہ معاذ بن جبل | جند کو بغرض تبلیغ روانہ کئے گئے اس کو سریہ جند بھی
شوال :- | کہتے ہیں۔

سریہ نجران | مغیرہ بن شعبہ نجران کو بغرض تبلیغ بھیجے گئے اسکو سریہ
شوال :- | مغیرہ بھی کہتے ہیں۔

سریہ محیصہ بن مسعود | فدک کو تبلیغ کے لئے بھیجے گئے۔
ذیقعدہ :-

سریہ مہاجر بن امیہ | بغرض تبلیغ شہزادہ یمن حارث بن کلال کے پاس
ذیقعدہ :- | بھیجے گئے۔

سریہ جریر بن عبداللہ بجلی | طایف کو بغرض تبلیغ بھیجے گئے اور ذوالکلاع
ذیقعدہ :- | حمیری کے پاس رسول کریم کا خط بھی لیگئے

تھے۔ اس کو سریہ طایف بھی کہتے ہیں۔

سریہ دبر بن یحنس | آبنائے فارس (جو اہل فارس یمن میں مقیم تھے) کے
ذیقعدہ | پاس بغرض تبلیغ بھیجے گئے۔ اس ہی سلسلہ میں انھوں

نے نعمان بن برزح کے بیٹوں اور فیروز دیلمی (ہمشیرہ زادہ نجاشی) و کیوداور اسکے
بیٹوں اور وہب بن منبہ کو مشرف باسلام کیا۔ اس کو سریہ آبنائے فارس بھی
کہتے ہیں۔

سنہ ۱۱ھ

سریہ فیروز | اسود عنسی نے نبوت کا دعوےٰ کیا اور اہل نجران سے ملکر
صفر | اسلامی حکام نجران کو گرفتار کرلیا۔ گورنر اسلام و الئی صنعا

شہر بن باذان کو شہید کر کے اون کی بیوی کو لونڈی بنالیا۔ رسول کریم نے فیروز دیلمی کو

اس کے قتل پر مامور کیا۔ شہر بن باذان کی بیوی آزاد نام جسکو اسود عنسی (اسکا لقب ذوالحمار اور نام عبلہ بن کعب تھا) نے جبراً لونڈی بنالیا تھا وہ فیروز دیلمی کی چچا زاد بہن تھی۔ فیروز نے اوس کے ذریعہ سے باماد قیس بن مکشوح مرادی (بعض نے عبد ابوش لکھا ہے) وزادویہ مکان میں نقب لگا کر اسود کو قتل کیا۔ رسول کریم اس زمانہ میں علیل تھے وفات سے ایکدن قبل آپنے فرمایا فاز فیروز یعنی فیروز کامیاب ہوا۔ لیکن بظاہر اس فتح کی خبر آپکی وفات کے بعد عہد خلافت ابوبکر صدیق میں مدینہ پہنچی یہ سریہ انتقامی تھا۔

سریہ یبنیٰ ربیع الاول } رسول کریم نے شہدائے موتہ کے انتقام کے لئے ایک لشکر مرتب فرمایا اور اسپر اسامہ بن زید کو سردار کیا کہ مقامات یبنیٰ و ازدود کیطرف جاکر اپنے باپ زید بن حارثہ و جعفر طیار وغیرہ کا انتقام لیں۔ یہ لشکر مقام جرف (مدینہ کے قریب) خیمہ زن ہوا کہ نبی کریم نے وفات پائی یہ لشکر عہد خلافت ابوبکر صدیق میں روانہ ہوا۔ اس کو جیش جرف اور جیش اسامہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سریہ انتقامی تھا فقط

تمت بالخیر

اعلان

مصنف کتاب المغازی کی تصنیفات جن کو ہندوستان کے نامی گرامی علماء واہل قلم حضرات نے پسند فرمایا ہے۔

کتاب المغازی	اظہار النعمہ	اردو کہانیاں	تصحیح التاریخ	محمود اور فردوسی
۸	۲	۲	۸	۴

ملنے کا پتہ

قاضی ظہور الحسن ناظم بمکان مولوی فیض الدین صاحب وکیل محلہ عابد شاپ حیدرآباد دکن

دعا

اللّٰھُمَّ اھدنا فی من ھدیت وعافنا
فی من عافیت وبارک لنا فیما اعطیت و
تولنا فی من تولیت وقنا شر ما قضیت فانک
تقضی ولا یقضی علیک وانہٗ لا یذلّ من والیت
ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک
ونتوب الیک وصلی اللہ علی النبی وسلم ٥

شد ختم بر حدیث تو آخر بیان ما
باشد نگین نام تو مُہر دہان ما

مطبوعہ معین دکن پریس

مقرب الخاقان مصاحب السلطان جلیل القدر عالیجناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل سلمہ اللہ تعالی المخاطب نواب فصاحت جنگ در بہا

حضرت ناظم تاج العلما کی تالیف
طبع جس دم ہوئی تاریخ کہی میں نے جلیل

مومنوں کیلئے حقا ہے مسیحائے قلوب
کہ یہ ہے صل علی خوب کتاب محبوب

۱۳۴۹ھ

شاعر نازک خیال عالیجناب مولوی سید سراج الحسن صاحب ترمذی سلمہ اللہ تعالی وکیل ہائیکورٹ

کتاب کیا ہے یہ ہے آفتاب فضل و ہدا
کتاب کیا ہے یہ ہے شمع محفل ایقان

عیاں ہے اس سے خلوص و شجاعت اصحاب
بجا ہے اسکو اگر کہیے نسخہ ایمان

مصنف اسکے ہیں علامہ حضرت ناظم
ذکی و صاحب علم و عمل گرامی شان

ہوئی جو طبع کہی ترمذی نے یہ تاریخ
محاربات رسول بصیر کا ہے بیان

۱۳۴۹ھ

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۷۸۶

عالیجناب مولانا الحاج عبدالبصیر صاحب آزاد سلمہ اللہ تعالیٰ

مُصنّف مختصر سیرت النبی و مبشرات مولود و محاسن قرآن وغیرہ (یہ تصنیف کی تاریخ ہے

(یہ کتاب ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ میں ختم ہوئی)

سب اسمیں ہیں مذکور یہ تفصیل کہ جو جو — پیش آئیں مہمات بعہدِ شہ لولاک
یہ ایسا رسالہ ہے کہ مثل اسکی جہاں میں — دیکھا ہے نہ دیکھیگا کبھی دیدۂ افلاک
تالیف ہے اس ناظمِ اقلیمِ سخن کی — ہے جو کہ زکی اہلِ خرد صاحبِ ادراک

آزاد کو فکرِ سنِ تالیف ہوئی جب ؛
ہاتف نے ندا غیب سے دی "تذکرۂ پاک"

۱۳۴۸ھ